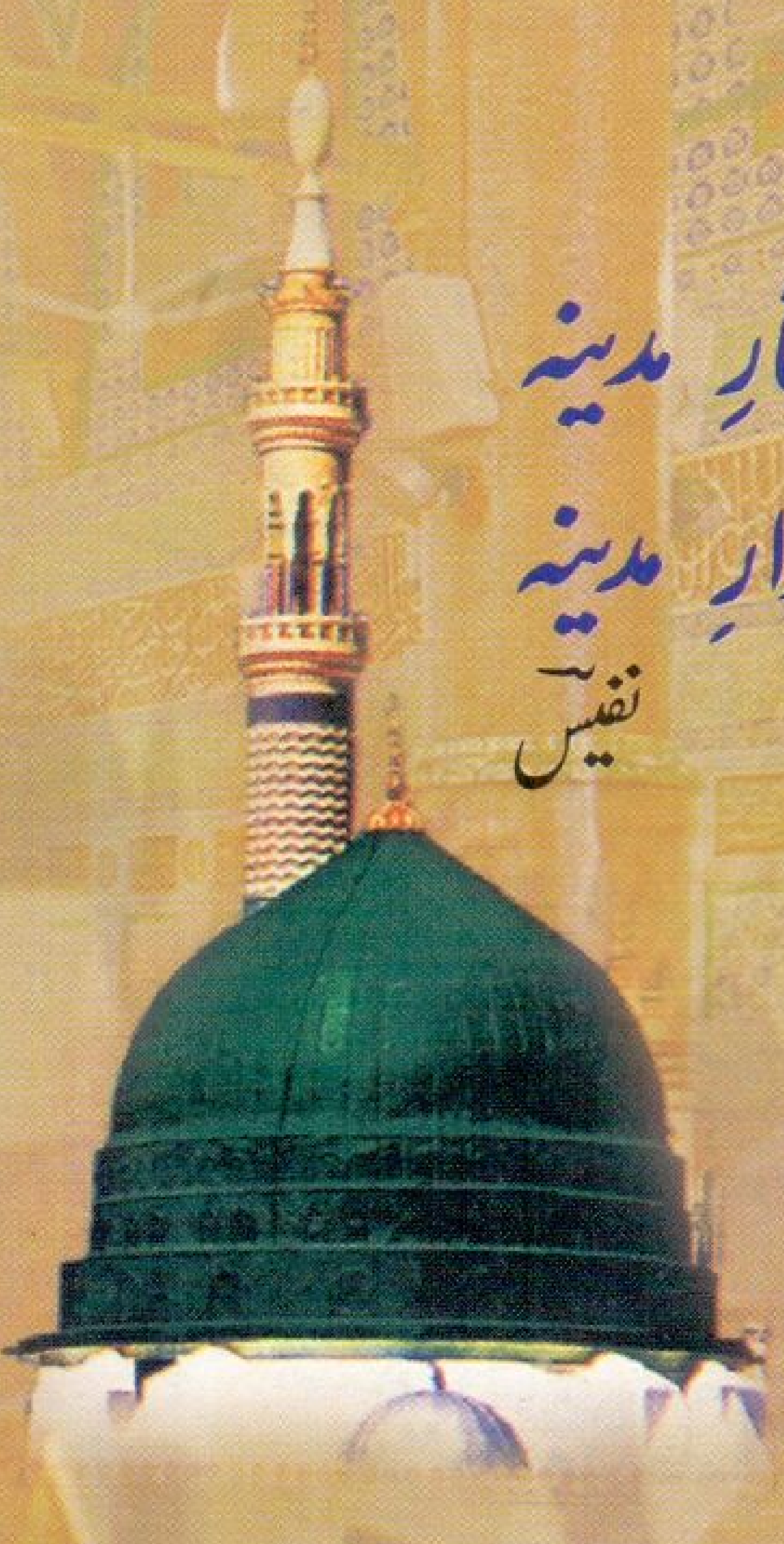

اللہ رے یہ وسعتِ آثارِ مدینہ
عالم میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ مدینہ
نفیس

جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ لاہور

نفیس

بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید

جلد نمبر ۱۱
2003ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۱۱ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ - جولائی ۲۰۰۳ء شمارہ : ۷

مدیر اعلیٰ
سیّد محمود میاں
مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ
لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے	سالانہ ۱۵۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی	۵۰ ریال
بھارت، بنگلہ دیش	۶ امریکی ڈالر
امریکہ، افریقہ	۱۶ ڈالر
برطانیہ	۲۰ ڈالر

○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ـــــ سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ـــــ ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے
دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
پوسٹ کوڈ : 54000 موبائل : 0333.4249301
فون : 7724581 فون / فیکس : 92-42-7726702
E-mail : jamiamadaniajadeed@hotmail.com

سیّد رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرف آغاز ________________ ۳

درس حدیث ________ حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب ________ ۵

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی _ حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب ________ ۹

فہم حدیث ________ حضرت مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب ________ ۱۴

مقاماتِ سلوک کا اجمالی بیان ________________ ۱۹

اکمالِ دین ________ حضرت مولانا منیر احمد صاحب ________ ۲۰

آپ کے دینی مسائل ________________ ۲۵

حاصل مطالعہ ________ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب ________ ۳۲

جانوروں کے حقوق ________ ڈاکٹر صلاح الدین ثانی صاحب ________ ۴۱

عالمی خبریں ________________ ۵۹

تنقید و تقریظ ________________ ۶۰

☆

جامعہ مدنیہ جدید کا موبائل

0333-4249301

☆

E-MAIL ADDRESSES

jamiamadaniajadeed@hotmail.com

islam_fahmedeencourse@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم امابعد!

پاکستان کی چھپن سالہ زندگی میں زیادہ تر اقتدار فوجی حکمرانوں کے ہاتھ میں رہا جبکہ سول حکمرانوں کا دورِ اقتدار مختصر ہے بعض فوجی حکمران اگرچہ سیاسی سوجھ بوجھ تو رکھتے تھے مگر سیاسی قوت سے ہمیشہ محروم رہے اور سول حکمران سیاسی قوت کے تو مالک تھے مگر سیاسی فکر سے ہمیشہ عاری رہے جبکہ بیرونی قوتوں کی غلامی، بددیانتی، ذاتی مفادات کو قومی مفادات پر ترجیح دینا ان دونوں قسم کے حکمرانوں کا قدرِ مشترک ہے اور عوام الناس تو حکمرانوں کا طریقہ ہی اختیار کرتے ہیں لہٰذا ان کی روِش اختیار کرتے ہوئے ان کے رنگ میں رنگ جانا حالات کا منطقی نتیجہ ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی چھپن سالہ تاریخ سول اور فوجی حکمرانوں کی باہم دست وگریبانی کی نظر ہوگئی۔ پاکستان آج تک بیرونی دنیا میں اپنا کوئی قابلِ ذکر مقام نہیں بنا سکا اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ اس کے تعلقات کسی تبصرہ کے محتاج نہیں ہیں ایک چین ایسا ملک تھا کہ جس کے ساتھ یک طرفہ طور پر ''لازوال دوستی'' کا دم بھرا جاتا تھا سو وہ بھی ''عمرِ رفتہ'' کی کہانی ہوتا نظر آرہا ہے۔ حال ہی میں بھارت کا ''تبت'' کو چین کا حصہ تسلیم کرنا، چینی حکومت کا ''سِکّم'' کے راستہ تجارت پر تیار ہونا، چینی اور بھارتی بحریہ کی باہمی جنگی مشقوں کی تیاری کرنا اگرچہ دو خودمختار حکومتوں کی باہمی آزادانہ پالیسی کا حصہ ہیں مگر پاکستان کے گرد وپیش کے مخصوص حالات میں پاکستان کی خارجہ

پالیسی کی ناکامی کے ناقابلِ تردید شواہد بھی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کے حکمرانوں اور عوام کو عقلِ سلیم عطاء فرماتے ہوئے دینِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

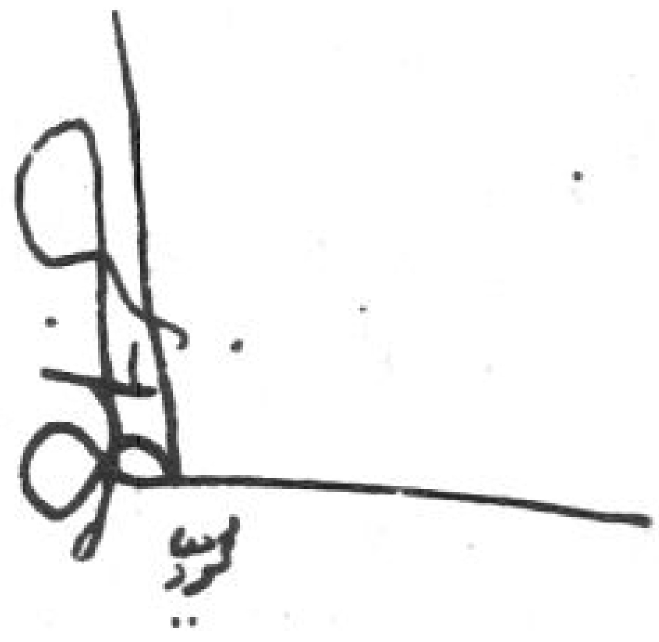

وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

"جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچ گئے تو اللہ کے نزدیک وہ ہی فلاح و کامیابی پانے والے ہیں"

بخل و شح اگر حقوق واجبہ میں کیا جائے خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں جیسے زکوٰۃ، صدقۃ الفطر، عشر، قربانی وغیرہ کہ ان کی ادائیگی میں بوجہ بخل کے کوتاہی کرے یا انسانوں کے حقوق واجبہ ہوں جیسے اہل وعیال کا نفقہ یا اپنے حاجتمند والدین اور عزیزوں کا نفقہ واجبہ، جو بخل ان حقوقِ واجبہ کی ادائیگی سے مانع ہو وہ قطعاً حرام ہے اور جو امورِ مستحبہ اور فضائلِ انفاق سے مانع ہو وہ مکروہ و مذموم ہے اور جو محض رسمی چیزوں میں خرچ سے مانع ہو وہ شرعاً بخل نہیں ۔ (معارف القرآن جلد ۸ صفحہ نمبر ۳۷۹)

مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم

درسِ حدیث

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ سے محبت، اس کے رسول ﷺ سے محبت، اہلِ بیت سے محبت
اہلِ بیت کون کون ہیں، تصوف میں حضرت علیؓ کا مقام سب سے ممتاز ہے

تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

کیسٹ نمبر ۴۰ سائیڈ بی/ ۸۴۔۱۰۔۵

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد!

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اَحِبّوا اللّٰہ لما یغذو کم من نعمۃٍ و اَحِبّونی لحب اللّٰہ واحبوا اھلَ بیتی لحبی. رواہ الترمذی بحوالہ مشکوۃ شریف ص ۵۷۳

حضرت آقائے نامدار ﷺ نے اپنے اہلِ بیت کی محبت بھی بتلائی ہے اور فرمایا مثلاً **اَحِبّوا اللّٰہ لما یغذو کم من نعمۃ اللّٰہ** سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں نعمتیں دیتا ہے طرح طرح کی نعمتیں روزانہ مسلسل مدتوں ساری عمر اور اس کی نعمتیں اتنی کثیر ہیں کہ نظر نہیں آتیں اور پھر ذہن ہی نہیں جاتا اُدھر کہ یہ بھی نعمتیں ہیں۔ ہوا نعمت ہے پانی نعمت ہے ان دو میں سے کوئی چیز اگر نہ ملے تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا تو اس طرح سے اگر اُس کی نعمتیں شمار کی جائیں تو بے شمار ہیں۔ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا اللہ سے محبت رکھو اور وجہ عقلی بتلائی کہ خداوند کریم نے تمھیں پیدا کیا ہے، عدم سے وجود میں وہ لایا ہے اور پھر تمہارے لیے وجود کی بقاء کا انتظام کیا ہے اور اس کو وہ قائم رکھے ہوئے ہے تو وہ قابلِ محبت ہے سب سے زیادہ، **لما یغذو کم من نعمۃ** وہ تمہیں نعمتیں عنایت فرماتا ہے غذا کے طور پر دیتا ہے **واحبونی لحب اللّٰہ** اور مجھ سے اس لیے محبت رکھو کہ خدا کا حکم ہے اور میں خدا کا پیغمبر ہوں، خدا نے گویا مجھے تمہارے لیے چُنا ہے **واحبوا اھل بیتی لحبی** اور میرے اہلِ بیت سے تعلق رکھو محبت رکھو میری وجہ سے کیونکہ تمہیں مجھ سے محبت ہے لہٰذا میرے اہلِ خانہ

سے بھی تمہیں محبت ہونی چاہیے۔ایک حدیث ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وہ روایت فرمائی ہے [۱] ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **وھو اخذ بباب الکعبۃ** وہ کعبۃ اللہ کا دروازہ تھامے ہوئے تھے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ سُنا ہے کہ **مَثَل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح یا مِثْل سفینۃ نوح** میرے اہل خانہ کی مثال ایسے ہے تم میں جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی **من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک** جو اس کشتی میں سوار ہوگا وہ نجات پا جائے گا اور جو اس سے ہٹ جائے رہ جائے وہ نجات نہیں پائے گا برباد ہو جائے گا۔اب اہلِ بیت میں جناب رسول اللہ ﷺ کے اہلِ خانہ سب سے پہلے آتے ہیں (یعنی) ازواجِ مطہرات آتی ہیں۔

ازواجِ مطہراتؓ سے علوم وعقائد منقول ہوئے ہیں :

اب ازواجِ مطہرات کے ذریعے جو علوم پہنچے ہیں ہم تک، وہ علوم بہت زیادہ ہیں عورتوں کے متعلق جو علوم ہیں جن میں پاکی ناپاکی سے لے کر عبادتوں تک بلکہ عقائد تک وہ بھی ازواجِ مطہرات سے پہنچے ہیں ہم تک۔میں نے دیکھا ایک کتاب ہے اُس میں عقائد کے باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا آخری حصہ میں جہاں (تذکرہ) آتا ہے وہاں حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کی جو صفات آئی ہیں اُن پر ایمان رکھنا واجب ہے اور یہ بحث نہیں کی جاسکتی کہ یہ کیسے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کیسے کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی صفات معلوم ہیں کَیف [۲] مجہول ہے، ایمان واجب ہے جو جو قرآنِ پاک میں آگیا بس اُن پر ایمان واجب ہے تو صفات باری تعالیٰ کے بارے میں ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں علوم ان (ازواج مطہرات) سے پہنچے ہیں۔ایک صحابی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب بھی ہم نے کوئی مسئلہ پوچھا تو اُن کے پاس معلومات پائی ہیں اس مسئلہ کے بارے میں [۳] تو علم اُن کا بہت زیادہ تھا۔آقائے نامدار ﷺ سے بھی ایک روایت میں ملتا ہے آپ نے انھیں ہدایت فرمائی تھی کہ **عائشہ لیکن شِعَارُکِ العلم** تمہارا شعار علم ہونا چاہیے۔

یہ بھی اہلِ بیت ہیں :

اور اِدھر انھوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بھی میرے اہل بیت ہیں یعنی بیٹی اور بیٹی کی اولاد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ انھیں اہلِ بیت فرمایا ہے اب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تصوف چلا ہے سلوک چلا ہے اور ہمارے ہاں اتنا بڑا علاقہ ہے کروڑوں کی آبادی ہے مسلمانوں کی ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، برما، افغانستان بھی لگالیں تو ان سب میں جو طریقے رائج ہیں وہ طُرقِ معروفہ ہیں چشتی ہو، نقشبندی ہو، قادری ہو، سہروردی ہو یہ سب کے سب حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچے ہیں۔

---

[۱] بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۳ [۲] کیفیت [۳] مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۴

حضرت مجدد صاحبؒ کی رائے مبارک :

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تعریف کی ہے اُس طریقہ کی اُس لائن کی کہ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ پر جاتی ہے لیکن وہ لائن دو جگہ سے ٹوٹ رہی ہے یعنی زندہ کو فیض حاصل ہوا ہے وفات شدہ شیخ سے بہت عرصہ بعد ایک جگہ پچاس سال کا فاصلہ ہے ایک جگہ ڈیڑھ سو سال کا فاصلہ ہے دو جگہ انقطاع آرہا ہے اس واسطے اس کو تبرکاً تو مانتے ہیں لیکن مجدد صاحب اُس کو بہت زیادہ فوقیت دیتے ہیں۔

تصوف اور حضرت علیؓ :

لیکن جو سلسلے رائج الوقت ایسے ہیں کہ جو مسلسل بلا انقطاع پہنچتے ہیں تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تک ہی پہنچتے ہیں۔ تصوف اور سلوک دیکھا جائے تو اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام سب صحابہ کرام میں ممتاز ترین اور بلند ترین ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ''مدینۃ العلم'' ہوں اور ''علی بابھا'' علی رضی اللہ عنہ اس کے دروازہ ہیں۔ شہر کے تو بہت سے دروازے ہوتے ہیں ایک دروازہ حضرت علی ہیں یہ کون سے علوم کا دروازہ ہے خاص طور پر اِن علوم کا دروازہ ہیں، اور باقی علوم ان کے پاس بہت زیادہ تھے۔ صحابہ کرامؓ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے بڑے درجے کے صحابی تھے مگر مسائل میں مشورہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لیتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اِن کے بعد پوری اُمّت میں سب سے بڑے ہیں لیکن مسائل میں کئی جگہ کئی مسئلے ایسے ہیں جن میں اُنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رجوع فرمایا ہے اُن سے مشورہ لیا ہے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو ٹوکا ہے اس طرح سے اور بھی حضرات ہیں کچھ، لیکن اتنے نہیں، کبھی کوئی واقعہ ہوگیا ہو جیسے عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح کی باتیں منقول ہیں ایک آدھ بات کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رجوع کیا ہو اُن سے رائے لی ہو اُن سے، پہلے ایک حدیث شریف گزری تھی [۱] کہ میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں دو بھاری چیزیں ایک اہلِ بیت اور ایک کتاب اللہ۔

اشکال :

اب اس حدیث پر اشکالات ہوتے ہیں منع بھی کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، یہ بھی کہتے ہیں بعض حضرات، مگر یہ کہنا بڑا مشکل کام ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ صحیح روایات ہیں سچ مچ میں تو اس سے بہتر ہے کہ اس کی توجیح کرلی جائے اُس کا مطلب سمجھا جائے کہ کیا مطلب ہے۔

---

[۱] ص ۵۶۸ مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۹ ترمذی شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف عن جابرؓ و عن زید ابن ارقمؓ

اشکال کا رفع :

تو مطلب یہ ہے اس کا کہ کتاب اللہ اور میری جو عترت ہے جو اہلِ بیت ہیں وہ قائم رہیں گے اور ان دونوں کو جو مانے وہ صحیح راہ پر رہیں گے تو اب شیعہ تو اس سے خود ہی نکل جاتے ہیں کیونکہ وہ دونوں کو نہیں مانتے قرآن پاک کو وہ نہیں مانتے تو معلوم ہوا کہ یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ بیک وقت ان کا ماننا کافی ہو سکتا ہے اور بیک وقت ان کے ماننے والے ہی صحیح ہوں گے ورنہ کوئی اِسے مانے گا کوئی اُسے مانے گا، تو ہوا اسی طرح سے ہے کچھ طبقہ خوارج کا بن گیا جنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہیں مانا کچھ شیعوں کا بن گیا جنھوں نے اُنھیں مانا مگر قرآنِ پاک کو نہیں مانا اور صحیح ماننے کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اس کو جس درجہ کا وہ ہے اس درجہ کا مانے اگر اس سے آگے بڑھادے گا تو وہ پھر ماننا نہیں کہلاتا۔

مثال سے وضاحت :

اگر کسی ڈپٹی کمشنر کو کہہ دیں کہ آپ تو گورنر ہیں تو وہ منع کرے گا کہ نہ کہو مجھے یہ، اور ڈرے گا کہ اگر کمشنر یا گورنر کو خبر ہو گئی تو میرے سے باز پُرس ہوگی وہ تو نہیں کہے گا کبھی، اور یہ اس کی تعریف بھی نہیں کہلائے گی کہ اس کو زیادہ بڑھا دیا، صحیح تعریف وہی ہے کہ جو جس درجہ کا ہے اُس درجہ کے مطابق اُس کی تعریف ہو، اور اگر اس کو بڑھا کر آگے کر دیا حتی کہ بعضوں نے خدا کہہ دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، اور دوسرا طبقہ جو ہے وہ کہتے ہیں کہ وحی ان پر آرہی تھی نبی ہونے والے تھے، جبرائیل علیہ السلام نے ایسی غلطی کی...... یہ طرح طرح کی چیزیں چلی آرہی ہیں۔ تو یہ سب چیزیں باتیں۔ بے اصل ہیں جناب رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان حضرات سے محبت رکھو میرے اہل خانہ سے محبت رکھو اور اس لیے رکھو اس نیت سے رکھو کہ وہ میرے اہلِ خانہ ہیں اور مجھ سے اس لیے رکھو کہ میں خدا کا رسول ہوں اور خدا سے اس لیے محبت رکھو کہ اُس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور نعمتیں دی ہیں طرح طرح کی، اور اُن نعمتوں میں تسلسل ہے ایک منٹ کے لیے بھی بند ہو جائیں تو زندہ نہیں رہ سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عقائد اور صحیح راہ پر قائم رکھے آمین۔ (اختتامی دُعاء)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سلسلہ نمبر۲ قسط نمبر۵، آخری

"الحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر ان کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حُسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

نظرِ ثانی و عنوانات : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

مجھ سے عزیز القدر مولوی حافظ قاری عبدالرشید صاحب سلمہم نے ایک مضمون کی فرمائش کی تھی۔ میں کئی دن کی لگاتار کوشش کے باوجود بھی اسے مختصر انداز میں پیش کرنے سے خود کو قاصر پاتا ہوں بلا مبالغہ صورت حال ایسی ہے کہ اگر ذرا بھی مفصل لکھا جائے اور احادیث مقدسہ کی روشنی میں حضرت مدنی رحمہ اللہ علیہ کے حالات ترتیب دیے جائیں تو مکمل کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں ان عنوانات کی فہرست لکھ دوں جن پر لکھنا چاہتا ہوں اور حوالے دیدوں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہ عنوانات فرضی نہیں ہیں۔

ان سب عنوانات کے تحت قابلِ اتباع اور اعلیٰ صفات کے نمونے تحریر ہیں :

حصولِ تعلیم کے زمانہ کے اعلیٰ حالات :

احترام اساتذہ : استادوں کے نام چاہے ان سے چھوٹی ہی کتابیں پڑھی ہوں سب نقشِ حیات میں ہیں۔

خدمتِ مشائخ واساتذہ: انفاس قدسیہ ص ۵۰، ۵۱، ۵۲ تا ۵۸

آپ کی بیعت : بیعت کے لیے حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں جامع کمالات حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی نور اللہ مرقدہ کے ہمراہ تشریف لے گئے تھے جو مہتمم دارالعلوم دیوبند تھے۔ یہ خود اس دور میں اہم بات تھی۔ انفاسِ قدسیہ ص ۵۶

وفاداری، جاں نثاری، اسارتِ مالٹا : سب کتابوں اور تذکروں میں ہے۔

تعمیلِ حکم اکابر : ۵۱تا۵۸

بزرگوں کی توجہ کاملہ : انفاسِ قدسیہ ۵۷

مراحل سلوک : شروع نقشِ حیات

تدریس : پہلی بار مدینہ منورہ میں ۱۳۱۸ھ تک

ہندوستان میں رہنے کی وجہ : ــــــــــــــــــ؟

جہاد : انفاسِ قدسیہ ص ۲۴۱ حدیثِ معاذؓ ص ۳۳۴ مشکوٰۃ شریف

اشاعتِ علم : حدیث پاک سے شغف، انفاسِ قدسیہ ص ۱۵۷ و ۲۴۹۔ واقعات ص ۸۸، ۹۰

جذبۂ احیاءِ سنت : ص ۸۵ خلاصہ واقعات ۳۳۴ واقعات (ص ۴۵۹ مشکوٰۃ۔ عن انسؓ)

اتباع سنت : ص ۴۷ ص ۸۲ واقعات (درس میں پانی پینا)

مولانا اسعد اور ریحانہ صاحبہ کے عقد : وفات کے وقت ص ۴۷ واقعات مفصل لکھنا ص ۸۰، ۸۱، ۸۲ واقعات

عزیمت : چارپائی پر نماز وغیرہ۔ لباس میں خشن استعمال کرنا ص ۹۳ واقعات

جماعت کی وفات کے وقت بھی پابندی : ص ۱۶۷ واقعات

اخلاقِ حسنہ : احادیثِ فضیلت ص ۱۶۵ واقعات

احسان شناسی، احسان مندی : ــــــــــــــــــ؟

ایفاءِ وعدہ : ص ۸۱، ۸۴ واقعات

دیانتداری کے تقاضوں پر ہر حال میں عمل : ص ۶۸، ۷۲ واقعات

تواضع : ص ۲۴۸ انفاس۔ نقشِ حیات کی تحریر پر والد صاحبؒ کا ارشاد، تجویز نام ص ۷۵، ۱۲۰، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۳۴ واقعات

اپنی تعریف کی ناپسندیدگی : ص ۱۸۰ واقعات

توکل : مدینہ منورہ کے قیام کا واقعہ۔ **من صبر علی لاوائھا**۔ از نقشِ حیات۔ **لایکتون**۔ اخفاءِ تکالیف ص ۵۸۲ مشکوٰۃ۔ ۹۵، ۱۳۹ واقعات

تحمل شدائد : ص ۸۶ واقعات

قناعت : ص ۱۰۱ و ص ۱۱۴ واقعات

استغناء، امراء سے احتراز: ص ۸۷ انفاس ص ۱۰۲، ۱۰۳ واقعات (ص ۴۳۷ مشکوۃ عن ابن عباسؓ، عن عبداللہ ابن مسعودؓ، عن سفیان ثوریؒ)۔

سخاوت و مہمان نوازی: ص ۷۵ انفاس ص ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳ واقعات

احتیاط و تربیت: ص ۷۷، ۷۸، ۷۹ واقعات

ایثار: ۲۳ء میں بڑی تنخواہ کی پیشکش ص ۹۸ واقعات ۔ شیخ الازہر کی ۔۔۔ ص ۱۰۰ واقعات

خدمتِ خلق: ص ۱۲۶ خلاصہ ۱۳۲، ۱۳۴ واقعات

تسلیم و رضاء بر قضاء: ص ۱۲۷ انفاس ۔ ص ۱۳۹، ۱۴۱ انفاس

مستحقین کی امداد: تحمل الکل ص ۱۱۲، ۱۱۷، ۱۲۱، ۱۲۲ واقعات

تحمل و رفق: ص ۱۴۳، ۱۴۴ انفاس

تحلم: ص ۱۴۳ انفاس لیس الشدید ... ص ۹۶ واقعات

خادموں سے سلوک: ص ۷۸، ۹۰ انفاس ۔ لم یقل اُف ... ص ۱۰۸ واقعات

کانگریس میں شمولیت: ص ۶۹۲ نقش حیات

مجاہدین کی سرپرستی: ص ۸۹ واقعات ذی قعدہ ۱۳۵۹ھ

مخالفین کے ساتھ سلوک: ص ۹۹ انفاس اعرض عن الجاهلين. واعفوا واصفحوا ص ۱۱۰ واقعات

عفو و درگزر: اعف عمن ظلمک الحدیث ۔ ص ۵۲، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷ واقعات

جون ۴۲ء میں گرفتاری و رہائی: ۲۶ راگست ۴۴ء ص ۲۷۰ واقعات

سب پر شفقت: ص ۱۲۹، ۱۳۰ واقعات ارحموا من فی الارض ص ۴۳۱ مشکوۃ

خوش طبعی: ص ۸۲ انفاس ۔ ص ۱۲۷، ۱۸۹، ۱۹۳ واقعات

سلوک کی تفسیر: ص ۱۶۴ حاشیہ انفاس

عبادت و ریاضت و تلاوت: ص ۸۲، ۸۳ واقعات

تشبہ سے نفرت: بنگال میں ساڑی ۔ صلیب نما نشان سے نفرت ص ۷۶ واقعات

آپ کے بیعت کرنے کے کلمات: ص ۱۸۳ انفاس

قبولیت عامہ: ص ۲۲۸، ۲۲۹ انفاس ۔ ص ۲۲۷ واقعات

آپ سے غیر مسلموں کی عقیدت: ص ۲۲۲ انفاس

فناء فی اللہ فناء فی الرسول فناء فی الاسلام فناء فی الشریعۃ المطہر ۃ : ڈاڑھی رکھنے پر سختی ـ محمود صاحب سے مولانا احمد علی صاحب کا واقعہ ص ۱۲۶ انفاس

کرامات : مچھلیوں کا واقعہ ص ۲۱۶ـ۲۲۰ـ۲۲۲ انفاس

قلب کا جاری ہونا : ص ۲۳۰ انفاس ـ خود میرا وجدان توجہ کا اثر ص ۳۷، ۳۹، ۴۴، ۴۶، ۴۷، ۵۰، ۶۱، ۶۲ واقعات

سیاسیات : مسلم لیگ کے ساتھ تعاون ص ۲۶۹ واقعات ـ ص ۸۹ واقعات ـ جماعتی مشوروں کی پابندی ص ۸۶ واقعات ـ ص ۴۱۶ مشکٰوۃ و ص ۴۵۹ مشکٰوۃ ـ

سید پور کا واقعہ : ص ۱۳۷ انفاس والد صاحب کی عبارت ص ۱۴۱ـ۱۴۸ انفاس ـ

اخلاص، پدم بھوشن : ص ۱۵۵ انفاس ـ ص ۱۳۳، ۲۲۳ واقعات

چند ملفوظات : ص ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶ تا ۲۵۲ انفاس

البُکاء (گریہ) : ص ۳۴، ص ۲۵۶، ۴۵۸ مشکٰوۃ

اُمّتِ محمدیہ سے تعلق : ص ۱۵۵ واقعات

وفات کے قریب صحابہ جیسی زندگی : ص ۷۸، ۹۵، ۱۶۱، ۲۱۶ واقعات

وفات : ص ۴۵ـ۵۳ واقعات

بعد از وفات : ص ۲۳۴، ۲۳۵ انفاس

آپ کی شان میں دیگر اکابر کے کلمات : ۲۱۲ واقعات

توجہ فرمائیں...... فہم دین کورس

آپ کا تعلق کسی بھی شعبہ سے ہو دین کے صحیح علم و فہم سے آپ بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر **جامعہ مدنیہ لاہور کے ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب** نے اردو زبان میں جامع دینی نصاب تیار کیا ہے جو اسلام کے عقائد، اصول اور جدید سے جدید مسائل اور تفسیر و حدیث پر مشتمل ہے۔ فرقہ واریت سے پاک اس نصاب کو سنجیدہ اور علمی انداز میں ترتیب دیا گیا ہے۔ اسلام سے تعلق رکھنے والوں اور دین کے دردمندوں کے لئے یہ نصاب الحمد للہ بہت ہی مفید ہے جو بہت ہی مختصر وقت میں پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ معیاری نصاب فہم دین کورس کے نام سے دو درجوں پر مشتمل ہے:

درجہ عام (O` Level)

یہ تین مندرجہ ذیل کتابوں پر مشتمل ہے جو بازار میں دستیاب ہیں:

1- اسلامی عقائد

2- اصول دین

3- مسائل بہشتی زیور

(جدید ترتیب اور جدید مسائل کے ساتھ 2 جلدوں میں مکمل)

صرف ایک گھنٹہ روز پڑھائی ہو تو درجہ عام کی کتابوں کی تعلیم چھ سات ماہ میں مکمل کی جا سکتی ہے۔ اس درجہ تک کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

درجہ اعلیٰ (A` Level)

یہ مندرجہ ذیل دو کتابوں پر مشتمل ہے۔

1- تفسیر فہم قرآن

آیات کے درمیان ربط، لفظی ترجمہ، رواں مختصر تفسیر اور ضروری فوائد پر مشتمل یہ تفسیر بہت ہی آسان زبان میں پیش کی گئی ہے۔ اس کا اصل ماخذ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی مشہور تفسیر بیان القرآن ہے۔ اس کی پہلی جلد جو سوا پانچ پاروں پر مشتمل ہے چھپ کر بازار میں دستیاب ہے۔ باقی حصے زیر ترتیب و طبع ہیں۔

2- فہم حدیث:

تمام مضامین پر مشتمل احادیث کا مجموعہ جو اگرچہ آسان زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں آپ بہت سے حقائق کی وضاحت اور بہت سے اشکالات کا جواب بھی پائیں گے۔

اس کا پہلا حصہ زیر طبع ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی دستیاب ہوگا۔

بہتر ہوگا کہ ان کتابوں کو کسی اچھے عالم دین سے پڑھا جائے۔ کلاس کی صورت ہو تو زیادہ مفید ہوگا۔ طالب علموں کے پاس اپنی کتابیں ہوں تاکہ صحیح تعلیم کی صورت ہو اور پڑھے ہوئے سبق کو بآسانی دوبارہ دیکھا جا سکے۔

پڑھنے پڑھانے والے حضرات اردو زبان میں اس کورس کے ہونے کو نعمت سمجھیں۔

مردانہ و زنانہ دینی و دنیوی تعلیمی ادارے بھی اس کورس کو ضرور دیکھیں اور اس کی افادیت سے اپنے آپ کو محروم نہ رکھیں۔

نوٹ: مصنف کی کسی بھی کتاب سے اس کا کسی قسم کا مالی مفاد وابستہ نہیں ہے۔

ادارہ تعلیمات دینیہ جامعہ مدنیہ جدید۔ محمد آباد۔ رائے ونڈ روڈ۔ لاہور

باب : ۴ قسط : ۲۷

فہمِ حدیث

☆

قیامت اور آخرت کی تفصیلات

﴿حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب﴾

قیامت کے دن باپ کی ولدیت سے پکارا جائے گا :

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ ﷺ انکم تدعون یوم القیامۃ بأسماء کم وأسماء آبائکم فاحسنوا أسماء کم .(ابو نعیم)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تم کو تمہارے اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا (جن کے شرعی باپ نہ ہوں گے ان کو ان کی ماں کے نام سے پکارا جائے گا کیونکہ اس وقت صرف وہی ان کا نسب ہوگا۔ (واللہ اعلم) لہٰذا تم اپنے نام اچھے رکھو۔

عن أنس قال قال رسول اللہ ﷺ یقول (العبد) یا رب ألم تجرنی من الظلم قال یقول بلٰی قال فیقول فانی لا اجیز علیٰ نفسی الاشاھدًا منی قال فیقول کفٰی بنفسک الیوم علیک شھیدا وبالکرام الکاتبین شھودا قال فیختم علٰی فیہ فیقال لارکانہٖ انطقی قال فتنطق باعمالہٖ ثم یخلی بینہ وبین الکلام قال فیقول بعدا لکن وسحقا فعنکن کنت اناضل. (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... (قیامت کے دن بعض بندے کہیں گے) اے میرے رب کیا آپ نے (اپنے اس قول سے کہ وَمَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ یعنی آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے) مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی ۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیوں نہیں (تجھے ظلم سے یقیناً پناہ حاصل ہے) بندہ کہے گا تو میں اپنے خلاف کوئی گواہ قبول نہیں کرتا مگر جب کہ وہ مجھ ہی میں سے ہو (کیونکہ فرشتوں کی گواہی اور لکھے کا میں کیا اعتبار کروں ۔کیا عجب کہ انہوں نے اعمال نامہ میں خلافِ واقعہ لکھا ہو) ۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آج

تیرے خلاف تیری ذات ہی کافی گواہ ہے اور کرامِ کاتبین (یعنی اعمال نامے لکھنے والے فرشتے) ہی کافی گواہ ہیں (کیونکہ ان فرشتوں نے وہی لکھا ہے جو تیری ذات خود بتائے گی)۔اس وقت بندے کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کے اعضاء کو کہا جائے گا کہ (اپنے کیے اعمال) بول کر بتاؤ۔تو اعضاء اس کے اعمال بتائیں گے۔پھر بندہ (کہ اس کے منہ پر سے مہر ہٹادی جائے گی اور اس) کو زبان سے بولنے کی قدرت ملے گی تو وہ (اپنے اعضاء سے) کہے گا تمہارے لیے دوری اور ہلاکت ہو تمہاری ہی طرف سے تو میں مدافعت کررہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیشی :

عن عدی بن حاتمؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مامنکم من أحد الا سیکلمہ ربہ لیس بینہ و بینہ ترجمان ولا حجاب یحجبہ فینظر أیمن منہ فلا یری الا ما قدم من عملہ وینظر أشأم منہ فلا یریٰ الا ما قدم من عملہ وینظر بین یدیہ فلا یریٰ الا النار تلقاء وجہہٖ فاتقوا النارولو بشق تمرۃٍ. (بخاری و مسلم)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قیامت میں) تم میں سے ہر شخص سے اس کا پروردگار اس طرح بلاواسطہ اور دوبدو کلام فرمائے گا کہ نہ درمیان میں کوئی ترجمان ہوگا نہ کوئی پردہ حائل ہوگا (اس وقت بندہ کی یہ کیفیت ہوگی کہ وہ حیرت اور بے بسی سے اِدھر اُدھر دیکھے گا)۔پس جب اپنی داہنی جانب نظر کرے گا تو سوائے اپنے اعمال کے کچھ نہ دیکھے گا اور ایسے ہی جب اپنی بائیں جانب نظر کرے گا تو سوائے اپنے اعمال کے کچھ اس کو نظر نہ آئے گا اور جب سامنے نظر دوڑائے گا تو اپنے روبرو آگ ہی آگ دیکھے گا پس اے لوگو! دوزخ کی (اس آگ سے بچو (اور اس سے بچنے کی خاطر کسی بھی نیکی کو کرنے سے گریز نہ کرو۔اپنے پاس زیادہ نہ ہو تو بہت چھوٹے سے صدقہ کو بھی حقیر نہ سمجھو۔لہٰذا اپنا بچاؤ کرو) اگرچہ خشک کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعے ہو۔

عن ابی ہریرۃؓ فیلقی العبد فیقول أی فل الم اکرمک وأسودک وأز وجک وأسخرلک الخیل والا بل وأذرک تر أس وتر بع فیقول بلٰی قال فیقول أفظننت انک ملاقی فیقول لافیقول فانی قد انساک کما نسیتنی ثم یلقی الثانی

فذکرمثله ثم یلقی الثالث فیقول له مثل ذالک فیقول یا رب امنت بک وبکتابک وبرسلک وصلیت وصمت وتصدقت ویثنی بخیر مااستطاع فیقولٗ ھھنا اذاثم یقال الان نبعث شاھداعلیک ویتفکر فی نفسہٖ من ذا الذی یشھد علی فیختم علٰی فیه ویقال لفخذہٖ انطقی فتنطق فخذه ولحمه وعظامهٗ بعملہٖ وذالک لیعذر من نفسہٖ وذالک المنافق وذالک الذی سخط اللّٰہ علیه. (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں جب اللہ سے ایک بندہ کا سامنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا، اے فلانے کیا میں نے دنیا میں تجھے عزت نہیں دی تھی، کیا تجھے (تیری قوم میں) سرداری نہیں دی تھی، کیا تجھے بیوی عطا نہیں کی تھی؟ اور کیا تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ (اور دیگر سواریوں کو) مسخر نہیں کیا تھا اور کیا میں نے تجھے چھوڑے نہیں رکھا تھا کہ تو ریاست اور سرداری کرے اور مالِ غنیمت میں سے چوتھائی وصول کرے (جیسا کہ جاہلیت کے دور میں بادشاہ وصول کرتے تھے) وہ بندہ عرض کرے گا، ہاں! اے پروردگار (آپ نے یہ سب کچھ مجھے عطا فرمایا تھا) پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیگا تو کیا تجھے اس کا خیال اور گمان تھا کہ تو ایک دن میرے سامنے آئے گا؟ وہ عرض کرے گا میں یہ خیال نہیں کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں تجھے (اپنے رحم وکرم میں لینے سے) اسی طرح بھلاتا ہوں جس طرح تو نے مجھے بھلائے رکھا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دوسرے ایک بندہ کا سامنا ہوگا اور اس سے بھی حق تعالیٰ اسی طرح فرمائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک تیسرے بندہ سے ملے گا اور اس سے بھی اسی طرح فرمائے گا۔ یہ بندہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار! میں تجھ پر ایمان لایا اور تیری کتاب پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا اور میں نے نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے اور صدقہ بھی ادا کیا (اور ان کے علاوہ بھی) وہ بندہ خوب اپنے اچھے کارنامے بیان کرے گا جہاں تک بھی بیان کر سکے گا اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا (یہ بات ہے) تو یہاں ٹھہر! پھر اس سے کہا جائے گا کہ ہم ابھی تجھ پر ایک گواہ قائم کرتے ہیں اور وہ اپنے جی میں سوچے گا کہ وہ کون ہوگا جو مجھ پر گواہی دے گا۔ پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران کو حکم دیا جائے گا کہ بول! تو اس کی ران اور اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کی گواہی دیں گے اور اللہ تعالیٰ یہ اس لیے کرے گا کہ اس کا عذر باقی نہ رہے اور یہ منافق ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ یدنی المؤمن فیضع علیہ کنفہ ویسترہ فیقول أتعرف ذنب کذا أتعرف ذنب کذا فیقول نعم ای رب! حتی قررہ بذنوبہٖ ورأ یٰ فی نفسہٖ أنہ قد ھلک قال سترتھا علیک فی الدنیا وانا اغفرھا لک الیوم فیعطی کتاب حسناتہٖ وأما الکفار والمنافقون فینادٰی بھم علٰی رء وس الخلا ئق ھٰؤلاء الذین کذ بوا علی ربھم الا لعنۃ اللہ علی الظٰلمین .(بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت میں اللہ تعالیٰ ایمان والے بندے کو (اپنی رحمت سے) قریب کرے گا اور اس پر اپنا خاص پردہ ڈالے گا اور (دوسروں سے) اس کو پردہ میں کرے گا۔ پھر اس سے پوچھے گا کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے؟ کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے؟ (یعنی کیا تجھے یاد ہے کہ تو نے یہ یہ گناہ کیے تھے؟) وہ عرض کرے گا ہاں !اے پروردگار! (مجھے یاد ہے)۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہوں کا اس سے اقرار کرالے گا اور وہ اپنے جی میں خیال کرے گا کہ میں تو ہلاک ہوا (یعنی اس کو خیال ہوگا کہ جب اتنے میرے گناہ ہیں تو اب میں کیسے چھٹکارا پاسکوں گا) پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں کو چھپایا تھا اور آج میں ان کو بخشتا ہوں اور معافی دیتا ہوں پھر اس کی نیکیوں والا اعمال نامہ اس کے حوالے کردیا جائیگا (یعنی اہلِ محشر کے سامنے صرف نیکیوں والا ہی اعمال نامہ آئیگا اور گناہوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ پردہ ہی پردہ میں ختم کردیں گے) لیکن اہلِ کفر اور منافقین کا معاملہ یہ ہوگا کہ ان کے متعلق برسرِ عام پکارا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹی جھوٹی باتیں باندھیں (یعنی غلط اور بے اصل خیالات کو اللہ کی طرف نسبت دے کر اپنا دین و مذہب بنایا) خبردار اللہ کی لعنت ہے ایسے ظالموں پر۔

عن ابی سعید الخدریؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول یکشف ربنا عن ساقہٖ ویسجد لہٗ کل مؤمن ومؤ منۃ ویبقٰی من کان یسجد فی الدنیا ریا ء وسمعۃ فیذ ھب لیسجد فیعود ظھرہ طبقا واحدا. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (قیامت کے دن) ہمارے رب اپنی پنڈلی کھولیں گے (یعنی ایک خاص قسم کی تجلی ظاہر فرمائیں

گے اور ہر مومن مرد اور مومن عورت (یعنی جو اپنے ایمان میں سچے تھے) اس کے آگے سجدہ کریں گے۔ بس وہی لوگ باقی رہ جائیں گے (اور سجدہ نہ کر پائیں گے) جو دنیا میں دکھلاوے (یعنی نفاق کی راہ سے) اور شہرت کی خاطر سجدہ کرتے (اور نماز پڑھتے) تھے۔ وہ چاہیں گے کہ سجدہ کریں کہ مگر ان کی پشت ایک تختے کی طرح ہو جائے گی (یعنی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے آپس میں ایسے جڑ کر یک جان ہو جائیں گے کہ ان میں مڑنے اور بل کھانے کی صلاحیت نہ رہے گی)۔

قیامت کے دن ہر ایک کو ندامت و حسرت ہوگی :

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ مامن أحدٍ یموت الا ندم قالوا وما ندامتہ یا رسول اللّٰہ قال ان کان محسنا ندم ان لایکون ازداد وان کان مسیئًا ندم ان لا یکون نزع .(ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی مرے گا اس کو (مرنے کے بعد اپنی زندگی پر) ندامت اور پشیمانی ضرور ہوگی۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول اس کی ندامت کی کیا وجہ ہوگی؟ آپ نے فرمایا :اگر وہ مرنے والا نیکوکار ہوگا تو اس کو تو اس کی ندامت (اور حسرت) ہوگی کہ اس نے (نیکوکاری میں) اور زیادہ ترقی کیوں نہیں کی (اور جو حسنات وہ کما کے لایا ہے اس سے زیادہ کیوں نہیں کما کے لایا) اور اگر وہ بدکار ہوگا تو اس کو اس کی ندامت (اور حسرت) ہوگی کہ وہ بدکاری سے باز کیوں نہ رہا۔

آسان حساب کی دُعاء اور اس کا مطلب :

عن عائشۃؓ قالت سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول فی بعض صلواتہٖ اللّٰھم حاسبنی حساباً یسیرا قلت یا نبی اللّٰہ ماالحساب الیسیر قال أن ینظر فی کتابہٖ فیتجاوز عنہ انہ من نوقش الحساب یومئذٍ یاعائشۃ ھلک. (احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے بعض نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کو یہ دُعا کرتے سُنا اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا (اے اللہ! میرا حساب آسان فرما)۔ میں نے عرض کیا:

(باقی صفحہ ۳۱)

مقاماتِ سلوک کا اجمالی بیان

☆

سالک کو چاہیے کہ ہر حالت میں انواعِ عبادات میں کسی نہ کسی عبادت کو لازم پکڑے رہے اور جانے رہے کہ حق تعالیٰ ذرہ ذرہ کا اس سے محاسبہ فرمائے گا اور یہ مضمون چند مقامات سے حاصل ہوتا ہے۔ اول توبہ اور وہ حق تعالیٰ کی طرف رجوع کا نام ہے ہمیشہ نادم رہنے اور استغفار کی کثرت کے ساتھ۔ دوم انابت اور وہ غفلت سے ذکر کی جانب لوٹ آنے کا نام ہے بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ توبہ نام ہے ظاہری رجوع کا اور انابت نام ہے اس رجوع کا جو باطن سے ہوتا ہے۔ سوم عفت اور وہ شہوات کے چھوڑنے کا نام ہے، اس کے بعد ورع ہے یعنی اس شغل سے بچنا جو حق تعالیٰ سے مشغول کرنے والا ہو، پنجم ارادہ ہے اور وہ ہمیشہ مشقت اُٹھانے اور راحت کے چھوڑ دینے کا نام ہے، اس کے بعد فقر ہے یعنی کسی شے کا مالک نہ رہنا اور جو پاس نہ ہو اس سے دل کو بھی فارغ کر لینا (کہ نہ ہاتھ میں کچھ ہو اور نہ دل میں تحصیل کی ہوس یا ناداری کا غم ہو)، اس کے بعد صدق ہے جو ظاہر و باطن کے برابر ہو جانے کا نام ہے اور اس کے لیے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ استقامت ہو ظاہر و باطن میں اور سر و علانیہ، اس کے بعد تصبر ہے اور وہ نام ہے نفس کو تلخ عیشی و مکروہات و ناگوارِ طبع امور کے خوگر بنانے کا، اور اس کے بعد صبر ہے یعنی ماسوی اللہ سے شکوہ چھوڑ دینا، اور اس کے بعد رضا ہے یعنی مصیبت میں لذت پانا، اس کے بعد اخلاص ہے اور وہ نام ہے خالق کے ساتھ معاملہ رکھنے کا کہ مخلوق کا دخل ہی درمیان میں نہ رہے (کہ کوئی بُرا مانے یا بھلا مگر طاعت میں فرق نہ آئے)، اس کے بعد توکل ہے یعنی وعد و وعید میں حق تعالیٰ پر اعتماد رکھنا اور ماسوی اللہ تعالیٰ سے طمع کا قطع کر دینا۔ (امداد السلوک ص ۱۳۸)

قسط : ۱

اکمالِ دین

﴿ حضرت مولانا منیر احمد صاحب ﴾

حجۃ الوداع (۱۰ھ) کا موقع ہے یعنی سرور کائنات ﷺ کا ''الوداعی حج'' کیونکہ اس کے بعد آپ ﷺ ۸۱ یا ۸۲ دن دنیا میں تشریف فرما رہے (تفسیر کبیر ص ۱۳۹ ج ۱۱) اور یہ حج، حج اکبر ہے..... یوم عرفہ ہے جو ایام حج میں سے افضل ترین دن ہے جس کے متعلق نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے **الحج عرفة** حج تو نام ہی وقوف عرفہ کا ہے... جمعہ کا دن ہے جو سید الایام ہے اور اور بے شمار فضائل اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے... عصر کے بعد کا مبارک وقت ہے جس میں ساعت اجابت کی سنہری نوید ہے یعنی اس ساعت میں ہر دعا قبول ہوتی ہے... میدان عرفات ہے نبی پاک ﷺ میدان عرفات میں ''جبل رحمت'' کے سایہ میں جلوہ افروز ہیں جو نزول رحمت کا خاص مقام ہے... نبی پاک ﷺ کی سربراہی میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ نفوس قدسیہ، اخلاص وللّٰہیت، تقوٰی وطہارت، صداقت وعدالت، زہد وقناعت، مجاہدہ وریاضت، شجاعت وشرافت، امانت ودیانت، علم وعمل، رغبت ورہبت، خوف وخشیت، الفت ومحبت، طاعت وعبادت، جود وسخا، صدق ووفا، خشوع وخضوع، استغناء وتواضع، سراپا ایثار ومحبت، **اشداء علی الکفار رحماء بینھم** کے عظیم پیکر وشمع رسالت کے ارد گرد پروانہ وار جمع ہیں... محبت الٰہی اور عشق رسالت سے سرشار حج کے عظیم رکن ''وقوفِ عرفہ'' کے ادا کرنے میں مشغول ہیں... رسالتمآب ﷺ اپنی اونٹنی عضباء پر جلوہ فرما ہیں... نزولِ رحمت اور نزولِ برکات کے اس مبارک مقام، مبارک وقت اور جالب رحمت حالت میں آپ ﷺ پر وحی کی خاص کیفیت طاری ہو جاتی ہے......... وحی کے غیر مرئی غیر معمولی ثقل کی وجہ سے ناقہ عضباء لاچار ہو کر بیٹھ جاتی ہے، کچھ لمحوں بعد آپ سے کیفیتِ وحی اور وحی کا ثقل دور ہو جاتا ہے ...... چاند سا مقدس چہرہ انوارِ نبوت سے مزید چمک اُٹھتا ہے......... نبوت کے پُر نور اور پُر بہار چہرہ پر رونق بہار دوبالا ہو جاتی ہے....... نبوت کا روشن چہرہ روشن تر ہو جاتا ہے...... آپ ﷺ ہشاش وبشاش، چمکتے دمکتے، مسکراتے چہرہ، خندہ پیشانی، مسرور دل ودماغ کے ساتھ فرماتے ہیں **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ور ضیت لکم الاسلام دینا**۔ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل ومکمل کر دیا...... اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا..... اور میں نے (ہمیشہ ہمیشہ کے لیے) تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا........ اکمال دین کا مطلب یہ ہے کہ وحی قرآنی کے ذریعہ جو احکام شرعیہ اُتارے جا چکے ہیں اور جس ہیئت وکیفیت کے ساتھ نازل ہوئے ہیں یہ اسی طرح جوں کے توں باقی رہیں گے ان میں ذرا برابر کمی بیشی اور ترمیم وتنسیخ نہ ہوگی پس دین اسلام کماً وکیفاً مکمل ہو گیا...... اتمام نعمت یہ

ہے کہ تمہیں قوۃ وشوکت اور غلبہ عطا کر کے قوۃ نافذہ عطا کر دی ہے سو تم ان قوانین شرعیہ کا بغیر روک ٹوک کے نفاذ کر سکتے ہو لہٰذا **لیظھرہ علی الدین کلہ** کا اعلیٰ مقصد پورا ہو گیا......رضاء دین یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ یہ قوانین شرعیہ ابدی ہیں اب قیامت تک یہی قوانین چلیں گے یہی دین اسلام قائم ودائم رہے گا کوئی اور دین نہ اس کی جگہ لے سکتا ہے نہ اس کی جگہ چل سکتا ہے۔

فقاہت صدیقؓ وفاروقؓ، اہلِ اسلام کے لیے یہ بہت بڑا اعزاز ہے اتنا بڑا اعزاز کہ ایک یہودی حضرت عمرؓ سے آکر کہتا ہے اے امیر المومنین تمہاری کتاب (قرآن مجید) میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے رہتے ہو اگر وہ آیت ہمارے اوپر یعنی یہود پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بناتے پھر عید مناتے اور منا کر دکھاتے......امیر المؤمنین نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ اس نے **الیوم اکملت لکم** سے **دینا** تک مذکورہ بالا آیت تلاوت کی۔ امیر المؤمنین حضرت عمرِ فاروقؓ نے فرمایا اے یہودی میں اس دن کو جانتا ہوں جس پر یہ آیت نازل ہوئی اور وہ جگہ بھی مجھے یاد ہے جس میں یہ آیت اُتری۔ رسول اللہ ﷺ عرفات کے میدان میں تھے کہ وقوف عرفہ کے دوران جمعہ کے دن عصر کے بعد یہ آیت نازل ہوئی......حضرت عمر فاروقؓ کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اس آیت کے نزول کی جگہ اور وقت یاد ہے لیکن ہمیں دین میں اپنی طرف سے اختراعات اور محدثات الامور سے منع کیا گیا ہے اس لیے ہم نے اس زمان ومکان کو عید نہیں بنایا، نیز ہمارا مذہب محض تہوار منانے کے لیے نہیں بلکہ عملی طور پر اپنانے کے لیے ہے۔ اس عظیم موقع پر ایک عجیب اور حیران کن صورت یہ پیش آئی ہے کہ تمام اصحاب رسول عزوجاہ اور فخر ومباہات کا یہ خوش کن پیغام اور مژدہ جانفزا سن کر خوش ہیں اور آثار مسرت وشادمانی ان کے چہروں پر نمایاں ہیں......اس پُر مسرت خبر کے سنتے ہی ان کے منور چہروں کے نور میں اور اُن کے نکھرے چہروں کے نکھار میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے لیکن دوسری طرف صدیقؓ وفاروقؓ ہیں کہ ان کے گلاب جیسے کھلے اور نکھرے خوب صورت چہرے مرجھا جاتے ہیں......دُکھ وغم اور ہجر وفراق کے آنسوؤں کی آنکھوں سے رواں ہیں......

صحابہ کرام صدیق اکبرؓ سے پوچھتے ہیں اے نبوت کے راز دار، اے رسول اللہ ﷺ کے یارِ غار اور اے رفیقِ سفر، رہبرِ ہجرت! اس عظیم خبر پر یہ پریشانی کیسی! یہ دکھ اور غم کیسا؟ حضرت صدیق اکبرؓ ایک کشتۂ محبت غم کشیدہ عاشق زار کی طرح آبدیدہ ہو کر لڑکھڑاتی زبان سے کہتے ہیں **ھذہ الآیۃ تدل علی قرب وفات رسول اللہ** ﷺ **فانہ لیس بعد الکمال الا الزوال** یہ آیت اشارہ کر رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہے کیونکہ دین کامل ہو چکا اور ہر کمال را زوال است: امام رازیؒ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ کا اس آیت سے فراق نبوت کو سمجھ لینا دلیل ہے حضرت صدیقؓ کے کمال علم وفہم پر، پھر عمر فاروقؓ سے دریافت کرتے ہیں اے فاروق اعظم، اے اسلام کے عز وفخر! ذرا بتا تو سہی کہ آپ اس عظیم خوشخبری پر سہمے سہمے، بجھے بجھے کیوں ہیں؟ آبدیدہ اور گریاں چشم کیوں ہیں؟ خود

رسالتمآب ﷺ دریافت فرماتے ہیں مایبکیک؟ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت عمر فاروق غمناک آنکھوں کے ساتھ لرزاں و ترساں حالت میں گویا ہوتے ہیں **ابکانی انا کنا فی زیادۃ من دیننا فاما اذ اکمل فانہ لم یکمل شیٔ الا نقص.** میں اس لیے رو رہا ہوں کہ اب تک ہمارے دین میں اضافے اور زیادتی کا سلسلہ جاری تھا لیکن جب دین مکمل ہوگیا تو قانون یہ ہے کہ جب کوئی چیز کمال کے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو پھر وہ کم ہونا شروع ہو جاتی ہے لہٰذا اس کمال والی خوشخبری کی تہہ میں نقصان اور زوال والا خطرہ بھی پنہاں ہے۔ (تفسیر قرطبی ص ۶۱ ج ۳ و تفسیر کبیر ص ۱۳۹ ج ۱۱)

ایک اشکال :

پہلے دین کا سلسلہ یوں چل رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایک نبی کے ذریعہ کچھ احکام نازل فرماتے وہی ان کا دین ہوتا مگر حالات کے بدل جانے کی وجہ سے جب وہ دین اَن فِٹ ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ نئے نبی کے ذریعے ان جدید حالات کے مطابق نئے احکام عطا فرما دیتے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ بھی ناکافی ہوجاتے تو اللہ تعالیٰ ان کی جگہ اور احکام بھیج دیتے جو اُن حالات کے مطابق ہوتے اور اُن کے تقاضوں کو پورا کرتے۔ یوں حالات کے تبدیلی کے ساتھ ساتھ احکام الٰہیہ بھی تبدیل ہوتے رہتے تا آنکہ امام الانبیاء سرورِ کائنات ﷺ مبعوث ہوئے آپ آخری نبی ہیں۔ دین اسلام آخری دین ہے قرآن آخری کتاب ہے اور اُمت محمدیہ آخری اُمت ہے۔ آپ کی تشریف آوری کے بعد اب نہ کوئی نیا نبی آئے گا نہ نیا دین نہ نئی کتاب نہ نئی اُمت۔ خصوصاً جب حجۃ الوداع میں اکمال دین کا اعلان کر دیا گیا تو اس کے بعد کسی نئے دین کے نازل ہونے کا احتمال ہی ختم ہوگیا۔ جبکہ حالات کے تغیر کا سلسلہ جاری ہے، حالات کے تغیر کا یہ دھارا کہیں رکنے والا نہیں بلکہ اب تو بڑی تیزی کے ساتھ حالات بدل رہے ہیں اور بدلتے رہیں گے اور جب جدید حالات آتے ہیں تو جدید مسائل ساتھ لاتے ہیں۔ جدید حالات کے ساتھ جدید مسائل کا پیدا ہونا لازمی بات ہے اور ایک فطرتی امر ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب نبی پاک ﷺ کے بعد کسی نبی نے آنا نہیں، دین اسلام کے بعد کسی اور دین کا امکان نہیں تو ان جدید مسائل کا حل کیسے ہوگا؟ نیز قرآن و حدیث میں بھی ان جدید مسائل کا حل موجود نہیں تو یہ دین کامل و مکمل کیسے ہوا؟ چند مسائل بطورِ مثال ملاحظہ فرمائیں :

اعضاء کی پیوند کاری..... ٹیلیفون کے ذریعہ نکاح اور خرید و فروخت..... بحالتِ روزہ انجکشن یا ڈرپ لگوانا..... ہوائی جہاز میں نماز کا حکم..... نمازی کی ثناء رہ گئی خواہ امام ہو یا منفرد یا مقتدی تو اس کی نماز صحیح ہے یا فاسد یا مکروہ؟ اس پر سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں؟..... نمازی نے زبان سے تکبیر تحریمہ کہے بغیر نماز شروع کی تو نماز صحیح ہے یا فاسد یا مکروہ؟ اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟..... منفرد اور مقتدی تکبیر تحریمہ بلند آواز سے کہیں یا آہستہ؟..... نمازی نے زبان سے تکبیر

تحریمہ کہہ لی مگر تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین نہیں کیا اور نماز شروع کردی تو نماز صحیح ہے یا فاسد یا مکروہ؟ سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟ یہ بطورِ نمونہ چند مسائل ہیں ورنہ مختلف قسم کے ہزاروں مسئلے مختلف لوگوں کو پیش آتے رہتے ہیں جن کا نفیاً یا اثباتاً کوئی جواب قرآن وحدیث میں صراحۃً مذکور نہیں ہوتا جس سے بجا طور پر اشکال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اکمالِ دین اور دین کے کامل و مکمل ہونے کا کیا مطلب؟ اس اشکال کے دو حل ہیں :

(۱) اکمالِ دین بصورتِ اجتہاد :

یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ جدید حالات کی وجہ سے جدید مسائل پیدا ہوتے ہیں حضور ﷺ کی تشریف آوری سے قبل ان مسائل کا حل اس طرح ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان تبدیل شدہ حالات کے تقاضوں کے مطابق نئے نبی کے ذریعے نیا دین اور نئے احکام بھیج دیتے لیکن حضور ﷺ کی بعثت کے بعد چونکہ نبوت اور وحی کا دروازہ بند ہوگیا اس لیے نیا نبی اور نیا دین تو نہیں آسکتا تھا البتہ اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ کو نبوت کی جگہ اجتہاد اور انبیاء کی جگہ مجتہدین عطا کیے چنانچہ اُمتِ محمدیہ میں جدید حالات کی وجہ سے جدید پیدا شدہ مسائل اجتہاد کے ذریعہ حل ہوتے رہے اور آئندہ بھی اجتہاد کے ذریعہ حل ہوتے رہیں گے اسی لیے امام قرطبی اپنی تفسیر قرطبی ص ۲۸۱ ج ۷ میں لکھتے ہیں کہ توراۃ میں تفصیلی احکام اس لیے دیے گئے **فانہ لم یکن عندھم اجتھاد و انما خص بذالک امۃ محمد** ﷺ کہ بنی اسرائیل میں اجتہاد نہ تھا، اجتہاد تو صرف اور صرف اُمتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ اجتہاد ان مسائل میں ہرگز رواہ نہیں جو کتاب وسنت میں واضح طور پر مذکور ہوں اجتہاد صرف اُن مسائل میں ہوگا جو یا تو سرے سے کتاب وسنت میں مذکور ہی نہیں یا مذکور تو ہیں مگر ان کی نصوص میں تعارض ہوتا ہے یا نص میں معنی کے لحاظ سے مختلف احتمالات ہوں یا وہ نص متروک الظاہر ہو یعنی نص کا ظاہری معنی مراد نہ ہو بلکہ کوئی اور حقیقی معنی مراد ہو سو اس تعارض یا معنی کے عدم تعین یا ظاہری معنی کے متروک ہونے کی وجہ سے نص میں مذکور مسئلہ غیر واضح ہوجائے یا وہ مسئلہ نص میں غیر مذکور ہو تو ایسے مسائل میں اجتہاد ہوگا اس لیے ان مسائل کو مسائل اجتہادیہ کہا جاتا ہے۔ پھر اگر کسی اجتہادی مسئلہ کے حکم پر سب مجتہدین متفق ہوجائیں تو اس کا نام ''اجماع'' ہے اور وہ مسئلہ اجماعی ہوگا اور اگر اجتہادی مسئلہ کے حل میں مجتہدین کے درمیان اختلاف ہوجائے تو اس کا نام ''فقہی مسئلہ'' ہے۔ صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین میں مجتہد کئی گزرے ہیں لیکن ان میں آئمہ اربعہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے مکمل فقہی مسائل مدون ہوئے اور مدون ہوکر اُمت میں رائج و مقبول ہوئے۔ ان میں سے بھی فقہ حنفی کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ شرف قبولیت سے نوزا، اُمت کی دو تہائی اکثریت میں فقہ حنفی رائج و مقبول ہوئی۔ اس کے ظاہری و باطنی مختلف اسباب ہیں ان میں سے ایک سبب یہ ہے کہ فقہ مالکی، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کی

تدوین انفرادی محنت کے نتیجہ میں وجود پذیر ہوئی ہے جبکہ فقہ حنفی کی تدوین شورائی طور پر ہوئی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ شورائی طریقہ سے جو فقہ مدون ہوئی ہے اس میں جتنی جامعیت و کاملیت ہوگی اور اس میں جتنا حق وصواب کا پہلو غالب ہوگا انفرادی فقہ میں وہ شان پیدا نہیں ہوسکتی چنانچہ امام ابوحنیفہؒ نے اپنی سربراہی میں اپنے ہزاروں شاگردوں میں سے چالیس قابل ترین شاگرد منتخب کر کے ان کی مجلس شوریٰ قائم کی، شوریٰ قائم کر کے خود امام اعظمؒ اور مجلس شوریٰ نے طہارت سے لے کر وراثت تک دین کے تمام مسائل پر اجتماعی غور وفکر کر کے ان کو فقہ حنفی کی شکل میں مدون کیا پھر مجلس شوریٰ اور اس کے بعد کے فقہاء نے زندگی میں جن جن مسائل کا پیش آنا ممکن تھا امکانی حد تک ان مسائل کی صورتیں سوچ کر تقریباً پونے بارہ لاکھ مسائل پیشگی طور پر حل کر دیے ہیں (بنایہ علی الھدایہ ص ۲۲ ج ۱) اس کی نظیر موجود ہوتی ہے جس کی وجہ سے جدید مسئلہ حل النظیر علی النظیر کے فطرتی، عقلی اور شرعی قانون کے تحت آسانی سے حل ہوجاتا ہے اور اگر نظیر موجود نہ ہو تو جدید مسائل حل کرنے کے جو امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اور اُن کی شوریٰ نے اصول وضع کر دیے ہیں اُن اصولوں کے تحت اس جدید مسئلہ کو حل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن حلِ مسائل کی مؤخر الذکر دو صورتوں میں اجتہادی صلاحیت کی کمی اور وحدتِ اُمت کے پیشِ نظر انفردی اجتہاد کی بجائے اجتماعی وشورائی طریقہ اجتہاد اختیار کیا جائے اور اجتہاد کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا لہٰذا جب اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو اجتہاد اور اہل اجتہاد عطا کر دیے ہیں جو جدید پیش آمدہ مسائل حل کرتے رہیں گے تو اجتہاد و مجتہدین کی بدولت دینِ اسلام کامل و مکمل ہوا اور چونکہ مجتہدین غیر معصوم ہوتے ہیں ان کے اجتہاد میں صواب وخطا کے دونوں احتمال موجود ہوتے ہیں اس لیے نبی پاک ﷺ نے اس بارے میں تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا **فان اصاب فلہ اجران وان اخطأ فلہ اجر واحد** اگر مجتہد کا اجتہاد درست ہوا تو اس کو دو اجر ملیں گے اور اگر اجتہاد غلط ہوا تو ایک اجر پھر بھی مل جائیگا (بخاری)۔ اسی نسبت سے دونوں مجتہدین کے مقلدین کو بھی انشاء اللہ العزیز ضرور اجر ملے گا بشرطیکہ مجتہد صحیح معنوں میں مجتہد ہو یعنی اس میں پورے طور پر اجتہاد کی صلاحیت ہو اور مقلد کی تقلید کی بنیاد حق پرستی ہو محض خواہش پرستی اور نفس پرستی نہ ہو۔ (جاری ہے)

آپ کے دینی مسائل

☆

﴿ نماز پڑھنے کا طریقہ ﴾

نماز کی نیت کر کے اللہ اکبر کہے اور اللہ اکبر کہتے وقت مرد اپنے دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اُٹھائے جبکہ عورت اپنے دونوں ہاتھ کندھے تک اُٹھائے لیکن ہاتھوں کو دوپٹہ سے باہر نہ نکالے۔ اگر ہاتھوں کو مذکورہ حد تک اُٹھانے کے بعد اللہ اکبر کہے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ پھر مرد تو اپنے ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح باندھے کہ وہ اپنے داہنے ہاتھ سے بایاں پہنچا پکڑے جبکہ عورت اپنے ہاتھ سینے پر باندھ لے اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں کی ہتھیلی کی پشت پر رکھ دے اور یہ دُعا پڑھے۔ **سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالٰی جدک ولا الٰہ غیرک.** پھر **اعوذ باللّٰہ** اور **بسم اللّٰہ** پڑھ کر **الحمد** کے بعد آمین کہے پھر بسم اللہ پڑھ کر کوئی سورت پڑھے۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائے اور **سبحان ربی العظیم** تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ کہے اور رکوع میں مرد ہاتھوں سے اپنے گھٹنے پکڑے اور انگلیاں کھلی رکھے۔ بازو پہلو سے الگ رکھے اور پیروں میں تھوڑا سا فاصلہ رکھے جبکہ عورت رکوع میں دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں پر رکھ دے اور دونوں بازو پہلو سے خوب ملا کے رکھے اور دونوں پیر کے ٹخنے بھی بالکل ملا دے پھر **سمع اللّٰہ لمن حمدہ** کہتا ہوا سر کو اُٹھائے جب سیدھا کھڑا ہو جائے تو **ربنا لک الحمد** کہے۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے۔ زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھے پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں پیشانی رکھے پھر ناک لگائے۔ بعض کے نزدیک پہلے ناک لگائے پھر پیشانی رکھے۔ اور مرد سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھے، کہنیوں کو زمین سے اُٹھا کر رکھے اور پیر کھڑے رکھے اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے جبکہ عورت پاؤں کھڑے نہ کرے بلکہ داہنی طرف کو نکال دے اور خوب سمٹ کر اور دب کر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور بانہیں دونوں پہلو سے ملا دے اور دونوں بانہیں زمین پر رکھ دے اور سجدے میں کم سے کم تین دفعہ **سبحان ربی الاعلٰی** کہے۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا اُٹھے اور خوب اچھی طرح بیٹھ جائے۔ تب دوسرا سجدہ اللہ اکبر کہہ کر کرے اور کم سے کم تین مرتبہ **سبحان ربی الاعلٰی** کہہ کے اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور زمین پر ہاتھ ٹیک کر نہ اُٹھے۔

پھر بسم اللہ کہہ کر الحمد اور سورت پڑھ کے اسی طرح دوسری رکعت پوری کرے اور جب دوسرا سجدہ کر چکے تو بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھے، انگلیاں قبلہ کی طرف عام حالت کی طرح رکھے اور انگلیوں کے

سرے گھٹنوں کے قریب ہوں جبکہ عورت بائیں کولہے پر بیٹھے اور اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لے اور انگلیاں خوب ملا کر رکھے پھر پڑھے۔ التحیات للّٰہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ السلام علینا وعلٰی عباداللّٰہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہٗ. اور جب کلمہ پر پہنچے تو بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر لا الہ کہنے کے وقت کلمہ کی انگلی اُٹھائے اور الا اللّٰہ کہنے کے وقت جھکا دے مگر عقد وحلقہ کی ہیئت کو آخر نماز تک باقی رکھے۔ اگر چار رکعت پڑھنا ہو تو اس سے زیادہ اور کچھ نہ پڑھے بلکہ فوراً اللہ اکبر کہہ کے اُٹھ کھڑا ہو اور دو رکعتیں اور پڑھ لے اور فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ اور کوئی سورت نہ ملائے۔ جب چوتھی رکعت پر بیٹھے تو پھر التحیات پڑھ کے یہ درود پڑھے۔ اللّٰھم صل علٰی محمد و علٰی اٰلِ محمدٍ کما صلّیت علٰی ابراھیم وعلٰی اٰلِ ابراھیم انک حمید مجید. اللّٰھم بارک علٰی محمدٍ وّعلٰی اٰلِ محمدٍ کما بارکت علٰی ابراھیم وعلٰی اٰلِ ابراھیم انک حمید مجید. پھر دُعا پڑھے۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وّ قنا عذاب النّار. یا یہ دُعا پڑھے: اللّٰھم اغفرلی ولوالدی ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والامواتِ. یا کوئی اور دُعا پڑھے جو حدیث یا قرآن میں آئی ہو پھر اپنے دائیں طرف سلام پھیرے اور کہے السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ پھر یہی کہہ کر بائیں طرف سلام پھیرے اور سلام کرتے وقت فرشتوں پر سلام کی نیت کرے۔ اور اگر نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو جو لوگ دائیں جانب ہیں ان کی دائیں طرف سلام پھیرتے وقت نیت کرے اور جو بائیں طرف ہیں ان کی بائیں طرف سلام پھیرتے وقت نیت کرے اور مقتدی امام کی بھی نیت کرے۔ اگر امام دائیں طرف ہے تو دائیں طرف کے سلام میں نیت کرے اور اگر بائیں طرف ہے تو بائیں طرف کے سلام میں نیت کرے اور اگر بالکل سامنے ہے تو دونوں طرف کے سلام میں اس کی نیت کرے اور امام مقتدیوں، فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے۔

یہ نماز پڑھنے کا طریقہ ہے لیکن اس میں جو فرائض ہیں ان میں سے اگر ایک بات بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوتی چاہے قصداً چھوڑا ہو یا بھولے سے دونوں کا ایک حکم ہے۔ اور بعض چیزیں واجب ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی چیز چھوڑ دے تو نماز نکمی اور خراب ہو جاتی ہے اور پھر سے نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ اگر کوئی پھر سے نہ پڑھے تب بھی فرض سر سے اُتر جاتا ہے لیکن بہت گناہ ہوتا ہے اور اگر بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی۔ اور بعض چیزیں سنت ہیں اور بعض مستحب ہیں۔

نماز میں فرائض :

نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں :

(۱) نیت باندھتے وقت تکبیر تحریمہ کہنا :

مسئلہ : امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ کلمات جن سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہوتی ہو مثلاً اللّٰہ اعظم یا الرحمن اکبر اگر یہ تحریمہ میں کہے جائیں تو تحریمہ کا فرض ادا ہو جائے گا لیکن اللّٰہ اکبر کے کلمات کے ساتھ تحریمہ ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ : تحریمہ کے لیے قیام شرط ہے خواہ وہ حقیقی ہو یا حکمی ہو (جیسا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں ہوتا ہے) بعض ناواقف مسجد میں اگر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تحریمہ کہتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لیے کہ تکبیر تحریمہ نماز کی صحت کی شرط ہے اور تکبیر تحریمہ کے لیے قیام شرط ہے۔ جب قیام نہ کیا تحریمہ صحیح نہ ہوئی اور جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

(۲) تحریمہ کے بعد قیام یعنی کھڑا ہونا :

مسئلہ : کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض نمازوں میں فرض ہے۔ جو نمازیں واجب ہیں مثلاً وتر اور عیدین کی نمازیں ان میں بھی قیام فرض ہے اور اسی طرح فجر کی سنتوں اور نذر کے نفلوں میں بھی قیام فرض ہے۔

مسئلہ : بغیر عذر ایک پاؤں پر کھڑا ہونا مکروہ ہے لیکن نماز ہو جاتی ہے اور اگر عذر ہو تو مکروہ نہیں۔

(۳) قرأت یعنی قرآن مجید میں سے کوئی سورت یا آیت پڑھنا :

مسئلہ : فرض نمازوں کی دو رکعتوں میں اور وتر، سنت اور نفل کی تمام رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔

مسئلہ : امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک ایک آیت کے پڑھنے سے اگرچہ چھوٹی ہو قرأت کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ ایک چھوٹی آیت سے مراد یہ ہے کہ جس میں دو یا دو سے زیادہ لفظ ہوں جیسے ثم قتل کیف قدر اور ثم نظر. امام ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین چھوٹی آیتیں یا ان کے برابر ایک بڑی آیت پڑھنا فرض ہے۔

مسئلہ : قرآن پاک کی قرأت اس نازل شدہ عربی کی بجائے اس کا کسی اور زبان میں ترجمہ پڑھے تو یہ جائز نہیں۔ فقط ترجمہ پڑھنے سے نماز نہ ہو گی۔

مسئلہ : مقتدی امام کے پیچھے کسی نماز میں قرأت نہ کرے نہ سورہ فاتحہ پڑھے نہ دوسری سورت پڑھے نہ آہستہ

کی نماز میں نہ جہر کی نماز میں۔

(۴) رکوع کرنا :

مسئلہ : رکوع کی ادنیٰ حد یہ ہے کہ اتنا جھکا ہوا ہو کہ اگر اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے تو وہ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ اگر بیٹھے ہوئے رکوع کرے تو اس کی ادنیٰ حد یہ ہے کہ سر اور کمر کسی قدر جھک جائے۔

(۵) دونوں سجدے کرنا :

مسئلہ : زمین پر پیشانی رکھنے کو سجدہ کہتے ہیں۔ زمین پر پیشانی لگانا فرض ہے جبکہ اس کے ساتھ زمین پر ناک ٹکانا واجب ہے۔

مسئلہ : ہر رکعت میں دو مرتبہ سجدہ کرنا فرض ہے۔

مسئلہ : بلا عذر صرف ناک زمین پر لگائی اور پیشانی نہیں لگائی تو نماز جائز نہیں۔ عذر کی وجہ سے صرف ناک پر اکتفا کرنا صرف اس وقت جائز ہے جب اس قدر ناک لگا دے کہ سخت حصہ بھی لگے۔ اگر ناک کے صرف نرم حصہ کو لگایا تو جائز نہیں۔

مسئلہ : اگر دونوں سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح نہیں بیٹھا۔ ذرا سا سر اُٹھا کر دوسرا سجدہ کر لیا تو اگر ذرا ہی سر اُٹھایا ہو تو ایک ہی سجدہ ہوا دونوں سجدے ادا نہیں ہوئے اور نماز بالکل نہیں ہوئی اور اگر اتنا اٹھا کہ قریب قریب بیٹھنے کے ہو گیا ہے تو خیر نماز سر سے اُتر گئی لیکن بڑی نکمی اور خراب ہوگئی۔ اس لیے پھر سے پڑھنا چاہیے، نہیں تو بڑا گناہ ہوگا۔

مسئلہ : اگر فوم یا روئی کی چیز پر سجدہ کرے تو سر کو خوب دبا کے سجدہ کرے اور اتنا دبائے کہ اور نہ دب سکے اگر اوپر اوپر ذرا اشارہ سے سر رکھ دیا دبایا نہیں تو سجدہ نہیں ہوا۔

مسئلہ : سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سے ایک بالشت تک اونچی ہو تو سجدہ جائز ہے اور اگر اس سے زیادہ اونچی ہو تو بلا عذر جائز نہیں مگر عذر کے ساتھ جائز ہے۔

مسئلہ : اگر دونوں ہاتھ یا دونوں گھٹنے زمین پر نہ رکھے تو سجدہ کا فرض ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ : اگر سجدہ کیا اور دونوں پاؤں زمین پر نہ رکھے تو جائز نہیں اور اگر ایک پاؤں رکھے تو عذر کے ساتھ بلا کراہت جائز ہے اور بلا عذر کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ پاؤں کا رکھنا انگلیوں کے رکھنے سے ہوتا ہے اگرچہ ایک ہی انگلی ہو۔ اگر دونوں پاؤں کی انگلیوں کی پشت رکھی اور انگلیاں نہ رکھیں تب بھی سجدہ جائز ہے۔ (جاننا چاہیے کہ پیشانی کا زمین پر جمنا سجدہ کی حقیقت ہے اور پاؤں کی کم از کم ایک انگلی کا ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر لگنا شرط ہے)

مسئلہ : حج وغیرہ کے موقع پر جب اس کثرت سے لوگ جمع ہوں کہ جگہ کی بہت تنگی ہو جائے تو اس وقت دوسرے نمازی کی پشت پر سجدہ جائز ہو جائے گا لیکن اس کے لیے پانچ شرطیں ہیں :

(۱) بہت ہجوم ہونا کہ سجدہ کی جگہ نہ ہو۔

(۲) سجدہ دوسرے نمازی کی پشت پر ہو۔

(۳) سجدہ کرنے والا اور جس کی پشت پر سجدہ ہو دونوں ایک نماز میں شریک ہوں۔

(۴) سجدہ کرنے والے کے گھٹنے زمین پر ہوں۔

(۵) جس کی پشت پر سجدہ ہو اس کا اپنا سجدہ زمین پر ہو۔

(۶) قعدہ اخیرہ :

نماز کے اخیر میں بقدر تشہد یعنی جتنی دیر التحیات پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا۔ (جاری ہے)

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز

NBB

نفیس بک بائنڈرز

ہمارے یہاں "ڈائی دار اور لیمینیشن، والی جلد" بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی "بکس والی جلد" بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے۔ ہمارے یہاں روٹا مشین پر "کلر پرنٹنگ" (ٹائٹل وغیرہ کی چھپائی) کا کام بھی دیدہ زیب اور بازار سے رعایتی نرخ پر کیا جاتا ہے۔

مناسب نرخ پر معیاری جلد سازی اور طباعت کے لیے رجوع فرمائیں

16/6 ٹیپ روڈ نزد مین گیٹ گھوڑا ہسپتال لاہور

فون نمبر: 042-7322408 موبائل نمبر: 0300-9464017 0300-4293479

وفیات

حضرت اقدس بانی جامعہ کے قدیم مخلص ورفیق اور محترم بھائی سلیم صاحب (ماڈرن کیمیکل کمپنی) کے والد الحاج حافظ محمد سعید صاحب گندھک والے ۲۸؍جون کی شب طویل علالت کے بعد کراچی میں ۸۹ برس کی عمر پاکر اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت پختہ نظریاتی انسان تھے۔ علمائے دیوبند بالخصوص حضرت اقدس مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے سچے عاشق تھے۔ دین سے سچا لگاؤ اور اتباع سنت آپ کی خصوصیت تھی دین کے معاملہ میں معمولی سی مداہنت بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ حضرت اقدس بانی جامعہ اور ان کے خاندان سے حد درجہ محبت رکھتے تھے۔ اس موقع پر اہلِ ادارہ اُن کے سعادت مند صاحبزادے جناب بھائی سلیم صاحب کی خدمت میں تعزیتِ مسنونہ پیش کرتے ہوئے ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اس عظیم حادثہ پر اُن کے تمام خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں مرحوم کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعا مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے قارئینِ کرام سے بھی یہی درخواست ہے۔

☆

جامعہ مدنیہ جدید کی مجلسِ شوریٰ کے ممبر محترم الحاج مبین احمد صاحب مدظلہم کے چھوٹے بھائی اچانک حرکتِ قلب بند ہوجانے کی وجہ سے گزشتہ ماہ کی ۲۱؍تاریخ کو کراچی میں وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس اچانک حادثہ پر کارکنانِ جامعہ حاجی صاحب اور مرحوم کے صاحبزادگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور تعزیت پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

☆

چوہدری ہسپتال موہنی روڈ کے ڈاکٹر محمد انور صاحب کی اہلیہ محترمہ گزشتہ ماہ کی ۲۱ تاریخ کو وفات پاگئیں اس پیرانہ سالی میں ڈاکٹر صاحب کے لیے یہ بہت بڑا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے ڈاکٹر صاحب اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔

☆

گزشتہ ماہ ۷؍جون کو جناب پیر عبدالرحیم صاحب مہتمم دارالعلوم حنفیہ چکوال کے چھوٹے صاحبزادے نو برس کی عمر میں اچانک وفات پاگئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ معصوم بچے کی ناگہانی موت پر اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو صبر جمیل عطاء فرما کر ذخیرۂ آخرت بنائے اور اس کی شفاعت ان کے حق میں مقبول فرمائے۔ اہلِ ادارہ مولانا اور دیگر سوگواروں کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

☆

جامعہ کے سابق طالب علم قاری یاسین صاحب کے والد صاحب طویل علالت کے بعد ۱۵؍جون کو وفات پاگئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعاء مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

بقیہ: فہم حدیث

اے اللہ کے نبی آسان حساب کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا آسان حساب یہ ہے کہ بندہ کے اعمال نامہ پر نظر ڈالی جائے اور اس سے درگزر کیا جائے (یعنی کوئی پوچھ گچھ اور جرح نہ کی جائے) بات یہ ہے کہ جس کے حساب میں اس دن جرح کی جائے گی اے عائشہ (اس کی خیر نہیں) وہ ہلاک ہو جائے گا (کیونکہ اس کے پاس اپنے جرائم سے دفاع کا کوئی عذر نہ ہوگا)۔ (جاری ہے)

حاصلِ مطالعہ

﴿حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ﴾

اسمِ اعظم :

اللہ تعالیٰ کے اسماءِ گرامی میں سے ایک اسمِ مبارک ایسا ہے کہ اُس کے ذریعہ جو دُعا بھی کی جاتی ہے قبول ہو جاتی ہے اِس اِسم کو "اسمِ اعظم" کہتے ہیں۔ اسمِ اعظم کی بڑی برکات ہیں جن میں سے ایک بڑی برکت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ مانگی جانے والی ہر دُعا قبول ہوتی ہے۔

قرآن پاک میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ "جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے مصاحبین سے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو بلقیس کا تخت بلقیس کے آنے سے پہلے ہمارے پاس لے آئے تو اس پر ایک بڑے جن نے کہا کہ میں وہ تخت آپ کے اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پہلے پہلے لاسکتا ہوں (مگر آپ نے اسے منظور نہیں کیا) اس پر وہ صاحب جن کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بولے کہ میں جناب کے آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے لاسکتا ہوں"۔ ان صاحب کے بارہ میں بہت سی تفاسیر میں لکھا ہے کہ یہ "آصف بن برخیا" تھے جو اپنے زمانہ کے صاحبِ کشف و کرامت بزرگ اور جناب سلیمان علیہ السلام کے وزیر تھے آپ "اسمِ اعظم" جانتے تھے اسی کے ذریعہ آپ نے دُعا کی تھی اور آن کی آن میں بلقیس کا تخت سینکڑوں میل کے فاصلہ سے آگیا تھا۔

"اسمِ اعظم" کونسا اسم ہے؟ قطعی طور پر اس کے بارہ میں کچھ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دیگر بہت سی اہم چیزوں کی طرح اس کو بھی مخفی فرمادیا ہے اسی لیے اس اسم کی تعیین میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں کسی میں بھی طے کر کے نہیں بتلایا گیا، بظاہر یوں لگتا ہے کہ اس اسم کو مخفی کردینے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کارفرما ہے جس کا تقاضا یہی ہے کہ اسے مخفی رکھا جائے ظاہر نہ کیا جائے اس لیے کہ اس کے تحمل کے لیے بڑی اہلیت اور لیاقت کی ضرورت ہے جو عوام تو عوام خواص میں بھی نہیں پائی جاتی، اہلیت و لیاقت نہ ہونے کی وجہ سے بسا اوقات اس کے ذریعہ فائدہ ہونے کے بجائے نقصان ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک بنی اسرائیلی عالم "بلعم بن باعورا" کے ساتھ قصہ پیش آیا کہ اس نے اسمِ اعظم کے ذریعہ اللہ کے جلیل القدر پیغمبر کے خلاف بددعا کی

جس کے نتیجہ میں اس کی حالت کتے جیسی ہوگئی۔ کتابوں کے اندر اس کی لیاقت واہلیت نہ ہونے کے بہت سے واقعات پائے جاتے ہیں جن میں سے دو واقعات نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں جن سے مذکورہ حقیقت کا اظہار ہوتا ہے :

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں :

''اسمِ اعظم معلوم ہونے کے لیے بڑی اہلیت اور بڑے ضبط وتحمل کی ضرورت ہے، ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ اُن کو اسمِ اعظم آتا تھا ایک فقیر اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے تمنا واستدعا کی کہ مجھے بھی سکھا دیجیے۔ ان بزرگ نے فرمادیا کہ تم میں اہلیت نہیں ہے فقیر نے کہا کہ مجھ میں اس کی اہلیت ہے تو بزرگ نے فرمایا اچھا فلاں جگہ جاکر بیٹھ جاؤ اور جو واقعہ وہاں پیش آئے اس کی مجھے خبر دو۔ فقیر اس جگہ گئے، دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص گدھے پر لکڑیاں لادے ہوئے آرہا ہے سامنے سے ایک سپاہی آیا جس نے اس بوڑھے کو مار پیٹ کی اور لکڑیاں چھین لیں، فقیر کو اس سپاہی پر بہت غصہ آیا، واپس آکر بزرگ سے سارا قصہ سنایا اور کہا کہ مجھے اگر اسمِ اعظم آجاتا تو اس سپاہی کے لیے بددعا کرتا، بزرگ نے کہا کہ اس لکڑی والے ہی سے میں نے اسمِ اعظم سیکھا ہے''۔[1]

''شیخ یوسف بن الحسنؒ فرماتے ہیں مجھے یہ اطلاع ملی کہ.... ذی النون مصریؒ اسمِ اعظم سے واقف ہیں۔ میں اس مقصد کے لیے سفر کرکے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب دو تین روز ان کی خدمت میں گزر چکے تو ان کی خدمت میں ایک متکلم یعنی فلاسفر آیا اور علمِ کلام پر ان سے مباحثہ شروع کیا۔ نتیجۃً وہ متکلم ذی النون پر غالب آگیا۔ مجھ سے ان کی شکست برداشت نہ ہوئی۔ میں اپنی جگہ سے اُٹھا اور دونوں کے درمیان آکر بیٹھ گیا اور ذی النونؒ کی جگہ اُس متکلم سے میں نے مباحثہ شروع کیا، حتی کہ وہ اتنا لاچار ہوگیا کہ میرے کلام کو سمجھنے تک سے قاصر رہا اور اپنا سامنہ لے کر واپس ہوا۔

ذوالنون مصریؒ اس وقت ضعیف العمر تھے اور میں جوان تھا لیکن انھیں میرے علم پر انتہائی تعجب ہوا، وہ اپنے مقام سے اُٹھے اور میرے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھ گئے اور فرمایا مجھے معلوم نہ تھا کہ تیرا علمی مقام اتنا بلند ہے۔ اس کے بعد ذی النون ہمیشہ مجھے اپنے قریب بٹھاتے اور دیگر اصحاب سے زیادہ میری عزت فرماتے، حتی کہ اسی طرح ایک سال گزر گیا۔

میں نے ایک سال بعد عرض کیا کہ اے میرے استاذ میں ایک غریب آدمی ہوں اتنی مشقت

---

[1] فضائلِ ذکر ص ۱۱۷ مشمولہ فضائل اعمال طبع مکتبہ مدینہ لاہور

برداشت کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر متواتر ایک سال آپ کی خدمت کرتا رہا۔ جیسا جناب کا مجھ پر حق ہے ویسا ہی میرا جناب پر بھی حق ہے۔ مجھے اس بات کی اطلاع ملی تھی کہ جناب اسمِ اعظم سے واقف ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں بھی اس کا اہل ہوں کہ آپ مجھے اسمِ اعظم تعلیم فرمائیں۔ یہ سُن کر ذی النون ؒ خاموش رہے اور مجھے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ میں نے اسی خیال کے تحت ان کی خدمت میں چھ ماہ اور گزارے۔

جب متواتر ڈیڑھ سال گزر گیا تو انہوں نے ایک روز مجھ سے دریافت فرمایا تم فلاں شخص سے واقف ہو جو فسطاط میں رہتا ہے، میں نے عرض کیا جی ہاں۔ انہوں نے مجھے ایک طباق عنایت فرمایا جو دوسرے طباق سے ڈھکا تھا اور اس پر ایک رومال پڑا ہوا تھا۔ وہ مجھے دیا اور فرمایا کہ اس طباق کو ان بزرگ کی خدمت میں پہنچادو۔ میں نے طباق اُٹھا کر سر پر رکھ لیا اور اسے لے کر فسطاط کی جانب چلا اور راہ میں سوچتا جاتا تھا کہ آخر اس میں کیا شے ہے۔ کیونکہ اس میں کچھ وزن محسوس نہ ہوتا تھا۔ حتی کہ میں فسطاط پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آخر اس طباق میں ایسی کیا شے ہے جو ذی النون نے بطور ہدیہ فسطاط بھیجی ہے۔ یہ سوچ کر میں نے اُوپر سے رومال اُٹھایا اور کھول کر دیکھا۔

اچانک اسے کھولتے ہی اس میں سے ایک چوہا کود کر بھاگا۔ مجھے اس بات کا انتہائی افسوس ہوا کہ حضرت ذی النون نے مجھ سے مذاق فرمایا ہے۔ اور میں سخت غصہ میں واپس ہوا۔ جب خدمت میں پہنچا تو دیکھ کر مسکرانے لگے اور فرمایا اے بیوقوف جو ایک چوہے کی بھی حفاظت نہ کر سکا وہ اسمِ اعظم کی حفاظت کیونکر کر سکے گا؟ اب تم میرے پاس سے جاؤ۔ آئندہ میں تمہیں کبھی نہ دیکھوں'' [۲]

حضرت بہلول ؒ کا نصیحت آموز واقعہ :

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم بیان فرماتے ہیں :

''ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت بہلول مجذوب رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ مجذوب قسم کے بزرگ تھے۔ بادشاہ ہارون رشید کا زمانہ تھا۔ ہارون رشید ان مجذوب سے ہنسی مذاق کرتا رہتا تھا۔ اگرچہ مجذوب تھے لیکن بڑی حکیمانہ باتیں کیا کرتے تھے۔ ہارون رشید نے اپنے دربانوں سے کہہ دیا تھا کہ جب

---

۲ فضائلِ دُعا مرتبہ الحاج ابراہیم یوسف باوا، ج ا ص ۲۶۰

یہ مجذوب میرے پاس ملاقات کے لیے آنا چاہیں تو ان کو آنے دیا جائے ان کو روکا نہ جائے۔ چنانچہ جب ان کا دل چاہتا دربار میں پہنچ جاتے۔ ایک دن یہ دربار میں آئے تو اس وقت ہارون رشید کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ ہارون رشید نے ان مجذوب کو چھیڑتے ہوئے کہا کہ بہلول صاحب! آپ سے میری ایک گزارش ہے۔ بہلول نے پوچھا کیا ہے؟ ہارون رشید نے کہا کہ میں آپ کو یہ چھڑی بطور امانت کے دیتا ہوں اور دنیا کے اندر آپ کو اپنے سے زیادہ کوئی بیوقوف آدمی ملے اس کو یہ چھڑی میری طرف سے ہدیہ میں دے دینا۔ بہلول نے کہا بہت اچھا۔ یہ کہہ کر چھڑی رکھ لی۔ بادشاہ نے تو بطور مذاق کے چھیڑ چھاڑ کی تھی۔ اور بتانا یہ مقصود تھا کہ دنیا میں تم سب سے زیادہ بیوقوف ہو۔ تم سے زیادہ بیوقوف کوئی نہیں ہے۔ بہرحال بہلول وہ چھڑی لے کر چلے گئے۔

اس واقعہ کو کئی سال گزر گئے۔ ایک روز بہلول کو پتہ چلا کہ ہارون رشید بہت سخت بیمار ہیں اور بستر سے لگے ہوئے ہیں اور علاج ہو رہا ہے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ یہ بہلول مجذوب بادشاہ کی عیادت کے لیے پہنچ گئے اور پوچھا کہ امیر المؤمنین! کیا حال ہے؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ حال کیا پوچھتے ہو سفر درپیش ہے۔ بہلول نے پوچھا کہاں کا سفر درپیش ہے؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ آخرت کا سفر درپیش ہے دنیا سے اب جا رہا ہوں۔ بہلول نے سوال کیا۔ کتنے دن میں واپس آئیں گے؟ ہارون نے کہا بھائی یہ آخرت کا سفر ہے۔ اس سے کوئی واپس نہیں آیا کرتا۔ بہلول نے کہا اچھا آپ واپس نہیں آئیں گے تو آپ نے سفر کے راحت اور آرام کے انتظامات کے لیے کتنے لشکر اور فوجی آگے بھیجے ہیں؟ بادشاہ نے جواب میں کہا تم پھر بیوقوفی جیسی باتیں کر رہے ہو۔ آخرت کے سفر میں کوئی ساتھ نہیں جایا کرتا، نہ باڈی گارڈ جاتا ہے نہ لشکر، نہ فوج اور نہ سپاہی جاتا ہے۔ وہاں تو انسان تنہا ہی جاتا ہے۔ بہلول نے کہا کہ اتنا لمبا سفر کہ وہاں سے واپس بھی نہیں آنا ہے۔ لیکن آپ نے کوئی فوج اور لشکر نہیں بھیجا حالانکہ اس سے پہلے آپ کے جتنے سفر ہوتے تھے۔ اس میں انتظامات کے لیے آگے سفر کا سامان اور لشکر جایا کرتا تھا۔ اس سفر میں کیوں نہیں بھیجا؟ بادشاہ نے کہا کہ نہیں۔ یہ سفر ایسا ہے کہ اس سفر میں کوئی لاؤ لشکر اور فوج نہیں بھیجی جاتی۔ بہلول نے کہا بادشاہ سلامت! آپ کی ایک امانت بہت عرصے سے میرے پاس رکھی ہے۔ وہ ایک چھڑی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مجھ سے زیادہ کوئی بیوقوف تمہیں ملے تو اس کو دیدینا۔ میں نے بہت تلاش کیا۔ لیکن مجھے اپنے سے زیادہ بیوقوف آپ کے علاوہ کوئی نہیں ملا۔ اس لیے کہ میں یہ دیکھا

کرتا تھا کہ اگر آپ کا چھوٹا سا بھی سفر ہوتا تھا تو مہینوں پہلے سے اس کی تیاری ہوا کرتی تھی۔ کھانے پینے کا سامان، خیمے، لاؤلشکر، باڈی گارڈ سب پہلے سے بھیجا جاتا تھا اور اب یہ اتنا لمبا سفر جہاں سے واپس بھی نہیں آنا ہے اس کے لیے کوئی تیاری نہیں ہے۔ آپ سے زیادہ دنیا میں مجھے کوئی بے وقوف نہیں ملا۔ لہٰذا آپ کی یہ امانت آپ کو واپس کرتا ہوں۔

یہ سن کر ہارون رشید رو پڑا۔ اور کہا بہلول! تم نے سچی بات کی۔ ساری عمر ہم تم کو بیوقوف سمجھتے رہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حکمت کی بات تم نے ہی کہی۔ واقعی ہم نے اپنی عمر ضائع کر دی اور اس آخرت کے سفر کی کوئی تیاری نہیں کی"۔ ۳

مال کی محبت کے شکار ایک یہودی کا عبرتناک قصہ :

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں :

"حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک یہودی کا قصہ لکھا ہے کہ اس نے مال و دولت کے بہت خزانے جمع کر رکھے تھے ایک دن وہ خزانے کا معائنہ کرنے کے ارادہ سے چلا، خزانے پر چوکیدار بٹھایا ہوا تھا لیکن وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کہیں چوکیدار خیانت تو نہیں کر رہا ہے۔ اس لیے چوکیدار کو اطلاع دیئے بغیر وہ خود اپنی خفیہ چابی سے خزانے کا تالا کھول کر اندر چلا گیا۔ چوکیدار کو پتہ نہیں تھا کہ مالک معائنہ کے لیے اندر گیا ہوا ہے۔ اس نے جب یہ دیکھا کہ خزانے کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس نے آکر باہر سے تالا لگا دیا۔ اب وہ مالک اندر معائنہ کرتا رہا۔ خزانے کی سیر کرتا رہا۔ جب معائنے سے فارغ ہو کر باہر نکلنے کے لیے دروازے کے پاس آیا تو دیکھا کہ دروازہ باہر سے بند ہے۔ اب اندر سے آواز لگاتا ہے تو آواز باہر نہیں جاتی۔ اس خزانے کے اندر سونا چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ لیکن بھوک مٹانے کے لیے ان کو کھا نہیں سکتا تھا پیاس لگ رہی ہے لیکن ان کے ذریعہ اپنی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ حتیٰ کہ اس خزانے کے اندر بھوک اور پیاس کی شدت سے تڑپ تڑپ کر جان دیدی اور وہی خزانہ اس کی موت کا سبب بن گیا"۔ ۴

ایفاء عہد اور ہُرمزان کا اسلام :

ہرمزان فارس کے ان سات مشہور گھرانوں میں سے ایک خاندان کا معزز ممبر تھا جو فارس بھر میں

---

۳ اصلاحی خطبات ج ۷ ص ۲۳۶ ۴ اصلاحی خطبات ج ۸ ص ۶۱

چوٹی کے شریف اور خاندانی نواب کہلاتے تھے ۔ ہرمزان اپنے ذاتی جوہروں میں بھی ممتاز تھا۔اسی وجہ سے قادسیہ کے معرکہ میں میمنہ کی کمان جس میں تقریباً بیس ہزار نبرد آزما تھے اس کے سپرد تھی ۔ جنگ قادسیہ کا فیصلہ فارس کے برخلاف ہو چکا تو ہرمزان نے بھی بھاگ کر جان بچائی ۔ اہواز پہنچ کر وہاں کی خودمختارانہ حکومت سنبھال لی اور مسلمانوں پر غارت گرانہ حملے شروع کر دیے، متعدد بار لشکرِ اسلام کے حملوں سے مغلوب ہوکر صلح کی اور جزیہ دینا قبول کیا۔لیکن ہرمزان کو عہد شکنی کی عادت پڑی ہوئی تھی اس لیے ہر دفعہ عہد کو توڑ کر آمادۂ جنگ ہوا،ایک بار وہ مقابلہ پر آیا اور شکست کھا کر گرفتار ہوا اور دربارِ فاروقی میں پیش کیا گیا۔

''حضرت عمرؓ نے ہرمزان سے فرمایا کہ تیرے پاس بار بار عہد شکنی اور مسلمانوں کے اذیت پہنچانے :ان کو قتل وہلاک کرنے کا کیا جواب اور کیا عذر ہے؟ ہرمزان نے کہا میں بوجہ اندیشۂ قتل اپنا عذر وجواب بیان نہیں کر سکتا،اگر آپ امن دیں تو بیان کروں ۔آپ نے فرمایا لاتخف (اندیشہ مت کرو) اس کے بعد اس نے پینے کے واسطے پانی طلب کیا جو ایک بھدے بدہیئت لکڑی کے پیالہ میں لا کر دیا گیا۔اس نے کہا اگر میں پیاس سے مر بھی جاؤں گا تب بھی ایسے پیالہ میں پانی نہیں پی سکتا،اس پر اس کی مرضی کے موافق گلاس میں لا کر پانی دیا گیا۔اس نے گلاس ہاتھ میں لے کر سخت مضطربانہ انداز سے کہا، مجھے اندیشہ ہے کہ پانی پینے کی حالت میں قتل نہ کر دیا جاؤں۔آپ نے فرمایا :''**لا باس علیک حتی تشربه** ۔پانی پینے تک کچھ اندیشہ نہیں ہے۔'' ہرمزان نے یہ سن کر پانی گرا دیا۔آپ نے فرمایا۔**اعیدوا علیه ولا تجمعوا علیه بین القتل والعطش**. (اس کو اور پانی دے دو۔ پیاس اور قتل کو اس کے لیے جمع مت کرو)۔

ہرمزان نے کہا کہ مجھے پانی پینا منظور نہیں ،نہ پیاس ہے۔ مجھے تو اس بہانے سے امن حاصل کرنا تھا۔آپ نے فرمایا میں تجھے قتل کیے بغیر نہ چھوڑوں گا۔اس نے کہا آپ مجھے امن دے چکے۔فرمایا ہرگز امن نہیں دیا۔اس پر حضرت انسؓ بولے امیر المومنین ! یہ سچ کہتا ہے آپ نے اس کو امن دیا ہے ۔آپ نے فرمایا کیا میں براء بن مالک اور مجزأۃ بن ثور جیسے لوگوں کے قاتل کو امن دے سکتا ہوں؟ تم یا تو اس کی کوئی دلیل بیان کرو ورنہ تم کو بھی باطل کی تائید کی وجہ سے تنبیہ کی جائے گی۔حضرت انسؓ نے فرمایا آپ اس کو فرما چکے ہیں :''**لا باس علیک حتی تخبرنی ولا**

بأس علیک حتی تشربہ'' (جب تک تو بیان نہ کردے کچھ اندیشہ نہیں اور جب تک پانی نہ پی لے کچھ اندیشہ نہیں)۔'' دوسرے حاضرین مجلس نے بھی حضرت انسؓ کی تائید کی۔ اس پر حضرت عمرؓ نے سکوت فرمایا۔ اور ہرمزان سے ارشاد فرمایا: ''خدعتنی ولا انخدع الا لمسلم۔ (تو نے مجھے دھوکہ دیا اور میں تو کسی مسلمان ہی کے دھوکہ میں آسکتا ہوں)۔'' ہرمزان اس تدبیر سے امن حاصل کر کے مطمئن ہونے کے بعد مسلمان ہو گیا اور حضرت عمرؓ نے اس کے واسطے عطاء میں وہ درجہ مقرر فرمایا جو بڑے رتبہ والے مسلمانوں کے واسطے تھا یعنی دو ہزار والوں میں نام لکھا گیا''۔ ۵

خوبصورت مزاح کا ایک پُر لطف واقعہ :

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں :

''نبی کریم ﷺ دنیا میں تشریف فرما ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چند صحابہ کو ساتھ لے کر سفر کیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ بھائی کسی کو امیر مقرر کرلو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ سے زیادہ افضل ہم میں کون ہے کہ جسے امیر بناویں آپ افضل الصحابہ ہیں۔ فرمایا کہ میں اس قابل نہیں ہوں، کوئی اور بن جائے۔ عرض کیا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا ہے، آخر کار سب نے مل کر حضرت صدیق اکبرؓ کو ہی امیر بنادیا۔ حضرت نے فرمایا کہ جب میں امیر بن گیا تو اطاعت کرو گے۔ عرض کیا کہ لازمی طور پر کریں گے۔ عہد و پیمان لیا کہ منحرف تو نہیں ہو گے عرض کیا کہ قطعاً نہیں۔ جب منزل پر پہنچے تو سب کے بستر کھول کر بچھانے شروع کیے۔ لوگوں نے کہا حضرت ہم بچھائیں گے فرمایا کہ امیر کے کام میں دخل مت دو۔ امیر کی اطاعت واجب ہے کسی کو بسترہ نہیں بچھانے دیا۔ کبھی جگہ صاف کر رہے ہیں کبھی کپڑے بچھا رہے ہیں جہاں کوئی آیا کہ حضرت میں کروں گا یہ کام، فرماتے کہ میں امیر ہوں امیر واجب الاطاعت ہوتا ہے۔ لوگ عاجز آگئے، کھانا پکانے کا وقت آتا تو جنگل سے لکڑیاں لا رہے ہیں کبھی بازار میں گوشت خریدنے جا رہے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت! ہم یہ کام کریں گے۔ فرمایا کہ امیر کے کام میں دخل مت دو۔ لوگ عاجز آگئے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہو گئے کہ ہمارے امام، مقتداء، بڑے اور ساری خدمات انجام دے رہے ہیں ہمارے جوتے بھی سیدھے کر رہے ہیں، بستر بھی بچھا رہے

---

۵ اشاعتِ اسلام ص ۳۱۶

ہیں، کھانا بھی پکا رہے ہیں اور کوئی بول بھی نہیں سکتا ہے اور جہاں کوئی بولا تو انہوں نے کہا کہ میں امیر ہوں واجب الاطاعت ہوں اس لیے لوگ عاجز آگئے۔ اس سفر میں ایک لطیفہ بھی پیش آیا وہ بھی سنا دوں گو مضمون سے متعلق نہیں مگر اس واقعہ کا جز ہے کہ ایک روز حضرت صدیق اکبرؓ نے کھانا وغیرہ پکا دیا مگر کسی کو ہاتھ نہیں لگانے دیا کسی کام سے باہر تشریف لے گئے۔ ایک صحابیؓ کو بھوک بے تحاشہ لگی۔ انہوں نے کھانے کے نگران سے کہا کہ بھائی! کم از کم مجھے ایک روٹی دے دو۔ مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔ مجھ سے تو اُٹھا بھی نہیں جاتا۔ نگران نے کہا جب تک امیر نہیں آئیں گے اور اُن کی اجازت نہیں ہوگی تو میں کھانا نہیں دوں گا۔

اُنہوں نے بہت منت سماجت کی کہ بھائی مجھ پر ضعف طاری ہو رہا ہے۔ بھوک ستا رہی ہے۔ ایک آدھ روٹی دے دو۔ کچھ سہارا ہو گا انہوں نے پھر انکار کیا اور اُن کو روٹی نہیں دی تو صحابہ جیسے مقدس ہیں ویسے ہی طبائع کے اندر خوش طبعی بھی ہے۔ فرمایا اچھا میں تجھے سمجھوں گا نہ دے تو روٹی ...اسی حال میں بھوکے بیٹھے رہے، کچھ دیر کے بعد وہ جنگل کی طرف اُٹھ کر چلے۔ اچانک دیکھا کہ ایک دیہاتی اُونٹ پر بیٹھا ہوا آرہا ہے ...وہ گاؤں کا مکھیا تھا۔ لباس سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی گاؤں کا بڑا آدمی ہے اور اچھی خاصی بڑی عمدہ اُونٹنی پر سوار ہو کر آرہا ہے۔ ان صحابی نے کہا کہ چودھری صاحب کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ مجھے ایک غلام خریدنا ہے کھیتی باڑی کے کام کے لیے۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس غلام موجود ہے اور پانچ سو درہم میں بیچ سکتا ہوں۔ چودھری صاحب نے کہا کہ پانچ سو درہم کوئی بڑی بات نہیں ہے اگر غلام اچھا ہے۔ انہوں نے کہا بہت سمجھدار ہے۔ معاملہ طے ہو گیا اور پانچ سو درہم لے کر اشارہ اُن کی طرف کیا جنہوں نے روٹی نہیں دی تھی کہ وہ بیٹھا ہوا ہے اُس کا جا کر پکڑ لو۔ اور یہ بھی کہہ دیا کہ اس کے دماغ میں تھوڑی سی سنک ہے، جب کوئی پکڑنے جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں غلام کب ہوں؟ میں تو آزاد ہوں۔ اس کا خیال نہ کیجیو۔

انہوں نے کہا کہ سمجھ گیا بعضوں کے دماغ میں ہُوا کرتی ہے ایسے ہی انہوں نے کہا کہ چلائے گا بھی کہ میں غلام کب ہوں؟ میں تو حُر ہوں، آزاد ہوں، اس کا بھی خیال نہ کیجیو۔ یہ اس کی عادت ہے انہوں نے کہا میں سمجھ گیا ہوں۔

چودھری صاحب نے جا کر اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ چل میرے ساتھ۔ اس نے کہا کہ کہاں

چلوں؟ چودھری صاحب نے کہا کہ میرے گھر۔ اُس نے کہا کہ کیوں؟ کہنے لگا کہ میں نے تجھے خریدا ہے۔ اس نے کہا کہ واللہ میں غلام نہیں ہوں میں تو آزاد ہوں۔ اس نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ تیری عادت یہی ہے۔ اب یہ چلا رہا ہے کہ میں آزاد ہوں، حُر ہوں۔ مگر چودھری صاحب نے ایک نہ سُنی۔ چودھری صاحب چونکہ طاقتور تھے اس نے زبردستی اُٹھا کر اُونٹ پر سوار کیا اور لے جانا شروع کیا اور اُس نے ہائے وائے شروع کی کہ مجھے غلام بنادیا میں تو آزاد ہوں۔ اس نے کہا کہ میں تیری ساری داستان سن چکا ہوں تیری عادت ہی یہ ہے۔

اُدھر سے صدیق اکبرؓ چلے آرہے تھے، ان کو دیکھ کر وہ صحابی چلائے کہ امیر المؤمنین! میرا تو ناطقہ بند کردیا ہے اور مجھے غلام بنادیا ہے اور یہ چودھری مجھے لیے جارہا ہے۔ صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ کا سبھی لوگ احترام کرتے تھے۔ چودھری اترا سواری سے اور سلام عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ بھائی یہ تو میرا ساتھی ہے اسے تو کہاں لیے جارہا ہے؟ کہنے لگا حضرت جی! میں نے تو اسے پانچ سو درہم میں خریدا ہے یہ غلام ہے۔ فرمایا کہ یہ غلام نہیں، یہ تو آزاد ہے یہ کس نے بیچا ہے؟ اشارہ کیا کہ فلاں صاحب نے بیچا ہے۔ میں نے رقم بھی اُن کو ہی دی ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ غلام موجود ہے لے جاؤ!

حضرت صدیق سمجھ گئے کہ کسی نے مذاق کیا ہے ان کے ساتھ، جب واپس آئے تو جنہیں روٹی نہیں ملی تھی انہوں نے آنکھ سے اشارہ کرکے کہا کہ اب کہو کیا حال ہے؟ تو نے مجھے روٹی سے عاجز کررکھا تھا اب بتا؟

صدیق اکبرؓ جب پہنچے تو فرمایا کہ کیا واقعہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے بھوک لگ رہی تھی میں نے اس کی بہت منت ساجت کی کہ بھائی آدھی ہی روٹی دے دو کچھ سہارا ہو جائے گا۔ اُس نے کہا کہ جب تک امیر نہیں آئیں گے میں نہیں دوں گا، تو میں نے بھی ایک مذاق کیا کہ اس کو پانچ سو درہم میں بیچ دیا۔ تو حضرت صدیق اکبرؓ بہت ہنسے، وہ پانچ سو درہم واپس کیے گئے جب اس کی گلوخلاصی ہوئی۔

یہ واقعہ حضور ﷺ کے سامنے سنایا گیا تو آپ ﷺ بھی مسکرائے اور منہ پر رومال رکھ لیا۔ جب بھی اس واقعہ کا ذکر آتا تو حضور مسکراتے اور مُنہ پر رومال رکھ لیتے۔ گویا یہ عجیب لطیفہ بن گیا"۔ ۶

۶ وعظ امارت شرعیہ کا قیام مشمولہ خطبات طیب ص ۲۲۵

جانوروں کے حقوق اور اُن سے حسن سلوک سیرت طیبہ کی روشنی میں

﴿ ڈاکٹر صلاح الدین ثانی ﴾

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے قلب ولسان کے ذریعے بنی نوع انسان کو تمام مخلوقاتِ عالم پر شرف (۱) وبیان (۲) (گفتگو) کی دونعمتوں کی بدولت جملہ حیوانات پر فضیلت عطا کی، ارشاد ربانی ہے :

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۳)

ہم نے آپ ﷺ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

آپ ﷺ کا وجود بھی انسانوں کے لئے باعث رحمت تھا۔ جس کے سبب دنیائے انسانیت اجتماعی عذاب سے محفوظ رہی۔ آپ ﷺ کے ذریعے کروڑوں اور اربوں انسانوں نے ہدایت پا کر جہنم سے نجات حاصل کی اور قیامت تک حاصل کرتے رہیں گے، روز قیامت بھی آپ ﷺ کی سفارش پر بے شمار مسلمان (۴) جہنم سے نجات پائیں گے۔ آپ ﷺ کے کاشانہ رحمت سے صرف انسان ہی نہیں حیوانات بھی مستفید ہوئے، آپ ﷺ نے جہاں انسانوں کے لئے رحمت وشفقت سے بھر پور قوانین بیان فرمائے وہاں حیوانات بھی محروم نہیں رہے بلکہ کائنات کی کوئی مخلوق بھی محروم نہیں رہی۔

انسانوں اور حیوانوں کا باہمی تعلق ناطق وغیر ناطق کی تفریق کے ساتھ ابتدائے آفرینش سے ہے اور قیامت ہی نہیں بلکہ قیامت کے بعد جنت میں بھی باقی رہے گا۔ ہماری دنیا سمیت دیگر سیاروں، فضاؤں، سمندروں میں حیوانات کی تعداد کتنی ہے؟

وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ (۵)

ان لشکروں کی تعداد سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا

حیوانات میں سے کچھ وہ ہیں جن کا انسانوں سے قریبی تعلق ہے، ان حیوانات کے ساتھ رہنے، ان کو بطور خوراک استعمال کرنے سے ان کے خصائل بھی انسانی عادات واخلاق اور زبان کا حصہ بن چکے ہیں۔ مثلاً گھوڑے میں مفاخرت کا جذبہ موجود ہے، چنانچہ شہسوار میں بھی یہ اثرات نمایاں ہوتے ہیں، اسی طرح اونٹ کا کینہ، شیر کی شجاعت، لومڑی کی عیاری، ہاتھیوں کی ذکاوت، سانپوں کا انتقام، کوؤں کی حرص وغیرہ محاورات ہماری زبان وادب کا حصہ بن چکے ہیں۔

جانور کی لغوی و اصطلاحی تعریفات :

جانوروں کے حوالے سے بحث آگے بڑھانے سے پہلے ضروری ہے کہ جان لیں کہ ان سے کون سی مخلوق مراد ہے۔ نسیم اللغات کے مطابق جانور کے معنی حیوان، جاندار، ذی روح کے ہیں۔(۶) حیوان مطلق کہتے ہیں بے سلیقہ کو، حیوان ناطق انسان کو اور غیر ناطق کا اطلاق جانوروں پر کیا جاتا ہے۔(۷) گویا جانور جو کہ فارسی کا لفظ ہے اس کے معنی حیوان غیر ناطق کے ہوں گے۔ حیوان/ جانور کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے ابوحبیب لکھتے ہیں :

کل ذی روح ناطقا کان اوغیر ناطق مأخوذ من الحیاۃ یستوی فیه الواحد والجمع

حیوان ہر ذی روح شیئ کو کہا جاتا ہے خواہ وہ بولتی ہو یا نہ بولتی ہو۔

یعنی وہ حیوان ناطق ہو یا غیر ناطق ہو(۸) یہ لفظ واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور قرآن میں بھی انہی معنی میں مستعمل ہے(۹) اس کی ایک تعریف ابجد العلوم کے مطابق یہ ہے، علم حیوان وہ علم ہے جس میں جانوروں کی مختلف قسموں کے خواص، عجائب وغرائب منافع ومضرات سے بحث کی جاتی ہے۔ اس علم کا موضوع حیوانات ہیں۔ اس میں دریائی جانور، خشکی میں رہنے والے، اڑنے والے، چلنے والے، رینگنے والے سب شریک ہیں۔

علم الحیوان کی غرض وغایت جانوروں سے نفع حاصل کرنا، بطور دواء استعمال کرنا، ان کے نقصانات سے بچنا اور عجیب وغریب کیفیات وخصوصیات سے واقف ہونا ہے(۱۰)

حیوانات کے علم کو علم حیاتیات کہا جاتا ہے۔ اس میں علم الابدان، جینیات، تقابلی اٹانومی، حیوانی فزیالوجی، تقابلی فزیالوجی، ممالوجی، انتھروپالوجی اور فی تھالوجی شامل ہیں(۱۱) حیوانات کا اطلاق چرندو پرند تمام مخلوقات پر یکساں ہوتا ہے۔(۱۲)

جانوروں کے ساتھ غیر مسلموں کا سلوک اسلام سے پہلے اور بعد میں، اسلام میں جانوروں کے کیا حقوق بیان کئے گئے ہیں؟ اور ان سے حسن سلوک کی کیا تعلیم دی گئی ہے؟ اسے سمجھنے کے لئے تقابلی مطالعے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا میں اسلامی تعلیمات پیش کرنے سے پہلے غیر مسلموں کے سلوک کو بیان کر رہا ہوں تا کہ سیرت طیبہ کی خوبیاں زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آسکیں۔ مجیب اللہ ندوی لکھتے ہیں :

اسلام نے محنت کش جانوروں تک کے حقوق کا تحفظ کیا ہے، جب کہ دنیا کے کسی مذہبی یا سیاسی دستور میں محنت کش جانوروں کے حقوق کا کوئی ایسا مکمل قانون موجود نہیں ہے جس میں ان کے حقوق کی پوری ضمانت وحفاظت کی گئی ہو، اگر کہیں قانونی طور پر بعض جانوروں کی حفاظت بھی کی

گئی ہے، تو اس کا تعلق محض جذبات و روایات یا محض مادی منفعتوں سے ہے، مگر اس حیثیت سے ان کے حقوق متعین نہیں کیئے گئے ہیں کہ وہ بھی خدا کی ایک بے زبان مخلوق ہیں، اس لئے ان کے ساتھ بھی انسان کو رحم و کرم کا معاملہ کرنا چاہئے۔ ضرورت کے لئے ان سے کام لینا اور فائدہ اٹھانا تو صحیح ہے، مگر ان پر ظلم و ستم کرنا، ان کو آرام نہ پہنچانا اخلاق و قانون دونوں لحاظ سے مجرمانہ فعل ہے۔ (۱۳)

دنیا میں جو قوانین بنائے گئے تھے ان میں جانوروں کا کسی کو نقصان پہنچانے کی صورت میں مواخذہ تھا، خود جانوروں کو جو نقصان پہنچائے یا ایذاء پہنچائے اس پر قوانین نہیں وضع کیئے گئے تھے۔ بقول ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں جانوروں کو انسان کی طرح سمجھا جاتا تھا حالانکہ انسان تو عقل و دانائی رکھتا ہے، صورت حال یہ تھی کہ جانوروں پر انسان ہی کی طرح مقدمات دائر کیئے جاتے تھے اور ان پر قید و بند، جلاوطنی اور موت کی سزا کا حکم سنایا جاتا تھا۔ ٹھیک انسان ہی کی طرح۔

یہودی قوانین :

یہودی قوانین میں یہ ہے کہ اگر کوئی بیل کسی مرد یا عورت کو سینگ سے زخمی کر دے اور اس زخم سے اس کی موت واقع ہو جائے تو بیل کو رجم کیا جائے گا، اور اس کا گوشت حرام قرار دیا گیا اور اگر یہ بیل سینگ مارنے کا عادی نہ ہو تو مالک پر کسی قسم کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اور اگر اس کی یہ خصلت بن گئی ہو اور عوام نے مالک کو متنبہ کیا ہو اور اس نے لوگوں کے متنبہ کرنے پر کوئی توجہ نہ دی ہو اور اسے آزاد چھوڑ دیا ہو۔ یہاں تک کہ وہ جانور کسی مرد یا عورت کی ہلاکت کا سبب بن جائے تو بیل کو رجم کیا جائے گا اور مالک کو پھانسی دی جائے گی۔

یہودی قوانین کے مطابق ایک دوسری صورت بھی تھی، وہ یہ کہ اگر کوئی مرد یا عورت کسی جانور سے اپنی جنسی خواہشات پوری کرے تو مرد یا عورت اور جانور دونوں کو قتل کیا جائے گا۔

یونانی قوانین :

قدیم یونانی قانون میں جانور اور وہ پتھر جو کسی انسان کی ہلاکت کا سبب بنا ہو اس کے لئے خاص عدالت تھی۔ اس کو ''برتانیوں'' سے موسوم کیا جاتا تھا، یہ اس جگہ کا نام ہے جہاں عدالت لگتی تھی اور جیسا کہ افلاطون نے اپنی کتاب ''القوانین'' میں ذکر کیا ہے کہ جب کوئی جانور کسی انسان کو مار ڈالے تو مقتول کے ورثا کو یہ حق ہے کہ وہ عدالت میں جانور پر دعویٰ دائر کریں اور ورثاء کو کسانوں میں سے قاضی مقرر کرنے کا اختیار ہے اور جانور پر ثبوت جرم کے بعد قصاص واجب

ہوگا اس کے مردہ جسم کو شہر سے دور ڈلوا دیا جائے گا اور اس حکم سے وہ قتل مستثنیٰ ہے جو انسانوں اور حیوان کے درمیان مقابلہ آرائی کے اسٹیج سے وجود میں آیا ہو اس پر کسی قسم کی فردِ جرم عائد نہیں ہوگی، جب کوئی پتھر کسی انسان پر آ گرا ہو اور وہ جانبر نہ ہو سکا ہو تو قریب ترین ورثاء کو یہ حق پہنچتا تھا کہ وہ اپنے پڑوسی میں سے کسی کو قاضی مقرر کرے تاکہ وہ پتھر کے خلاف فیصلہ صادر کرے کہ اسے شہر کے حدود سے باہر پھینک دیا جائے، اور ان کے نزدیک جانوروں کی ذمہ داری قتل کے حالات پر محدود نہیں تھی بلکہ قتل سے کم تمام زیادتیوں میں بھی وہ ذمہ دار ٹھہرائے جاتے تھے۔

مثلاً کوئی کتا کسی انسان کو کاٹ کھاتا تو اس وقت کتے کے مالک پر ضروری ہو جاتا کہ وہ فوراً اس کے حوالے کر دے جسے اس نے کاٹا ہے، رسی وغیرہ میں باندھ کر، تاکہ وہ جس طرح چاہے اپنے زخم کا بدلہ لے لے، خواہ قتل کر کے یا کسی دوسری سزا کے ذریعے، اسی طرح ان کے نزدیک یہ قانون تھا کہ جانوروں کو سزا دی جاتی آقا کی زیادتی پر یا اس کے خاندان کی زیادتی پر بعض احوال میں، چنانچہ جس پر کسی جرم کے ارتکاب کے سلسلے میں فیصلہ جاری کیا جاتا جلاوطنی کا، خواہ وہ جرم مذہب یا حکومت کے خلاف ہو۔ آقا اور اس کے اہل بیت اور اس کے تمام جانوروں اور اس کی ساری جائداد پر حکم لگایا جاتا جلا ڈالنے کا، منہدم کرنے کا اور قرقی و ضبطی کا۔ (گویا انسان کے جرم کی سزا جانور کو بھی دی جاتی تھی)

رُومی قوانین :

قدیم رومیوں کے قانون کی ایک دفعہ ہے جس کے ذریعے بیل اور اس کے مالک کو جلاوطن کرنے کا حکم نافذ کیا جاتا ہے۔ جب کہ بیل ہل جوتتے ہوئے کھیت کی مینڈ پار کر جائے اور رومن میں اس کتے کی یہ سزا مقرر کی گئی تھی جو کسی انسان کو کاٹ کھائے تو کتے کا آقا اپنے کتے کو زخم خوردہ شخص کے حوالے کر دے اور جس طرح چاہے اس کتے کے ساتھ معاملہ کرے، اسی طرح ایک دفعہ اس جانور کے لئے بھی تھی جو اپنے مالک کے علاوہ کسی اور کے علاقے کی گھاس چر جائے۔ اور بالکل اسی طرح کے قوانین جانوروں کی سزا کے سلسلے میں قدیم جرمنی اور یونان میں تھے۔

ایرانی قوانین :

قدیم فارس کے نزدیک معاملہ اس سے بھی زیادہ انوکھا اور نرالا تھا وہ یہ کہ وہ کتا جو ایک دوسرے سے لڑ کر زخمی ہو گیا ہو اور وہ کسی بکری کو کاٹ کھائے۔ بعد میں وہ بکری مر گئی، یا اس نے انسان کو زخمی کر دیا تو اس صورت میں اس کا دایاں کان کاٹا جائے اور اگر اسنے دوبارہ یہ حرکت کی تو بایاں کان کاٹا جائے گا اور تیسری حرکت میں دایاں پیر کاٹا جائے گا اور چوتھی حرکت میں بایاں پیر کاٹا جائے گا اور پانچویں مرتبہ اگر اس طرح کی حرکت صادر ہوئی تو اس کے آلہ تناسل کو جڑ سے کاٹ دیا جائے گا۔

فرانسیسی قوانین :

یورپ کے عصورِ وسطیٰ میں فرانس وہ پہلا ملک ہے جہاں تیرہویں صدی مسیحی میں جانوروں کی جنابتِ (جرم) پر سزا کا مقدمہ اس عدالت میں پیش کیا گیا جہاں سے انسانوں کے مقدمات فیصل ہوتے ہیں، پھر چودھویں صدی میں دنیا بھر میں اس پر عمل ہونے لگا، ''بلجیکا'' میں پندرہویں صدی میں بعدازاں یکے بعد دیگرے ہالینڈ، جرمنی، اٹلی اور سوئڈن میں سولہویں صدی میں اور یہ عمل انیسویں صدی تک ان کی قوموں میں جاری رہا۔

یورپ کے قوانین :

یورپ میں جانوروں کا مقدمہ مجنی علیہ یا عدالت کی طرح سے دعوے پر قائم ہوتا تھا، پھر مجرم جانور کی طرف سے ایڈووکیٹ دفاع کرتے، اور عدالت جانور کو احتیاطاً حراست میں رکھتی، پھر جج حکم صادر کرتا اور یہ حکم عوام کی موجودگی میں نافذ ہوتا جس طرح انسانوں کے بارے میں فرمان جاری ہوتے ہیں، اور کبھی جانور کو سنگسار کر کے ختم کرنے کا فرمان جاری ہوتا اور کبھی سر قلم کرنے اور کبھی بعض اعضاء کو کاٹنے کا۔ کسی کے ذہن و دماغ میں یہ بات نہیں آسکتی ہے کہ فیصلہ صرف تفریحِ طبع کے لئے ہے بلکہ یہ قطعی اور حتمی فیصلہ ہوتا تھا۔ ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ وہ اسباب جو اہل یورپ کو جانوروں کے خلاف معاملہ کو عدالت تک پہونچانے میں آمادہ کرتے تھے ان کے نزدیک طبعی اور فطری قوانین کی خلاف ورزی ہی تھی۔ چنانچہ جانوروں پر جادو کا الزام لگایا جاتا تھا۔ اور یہ ایک بہت بڑا جرم ہے، جس کے مرتکب کو آگ میں جلانے کی سزا دی جاتی تھی، بڑے لطف کی بات یہ ہے کہ وہ اس موقع پر ایک عظیم الشان تقریب منعقد کرتے تھے اور ایک بڑے مجمع کے سامنے حکم صادر کیا جاتا تھا۔ پھر جلاد لکڑی کے ایک گٹھر کے ساتھ آتا تھا اور اسے وہ ایک میدان کے بیچوں بیچ رکھ دیتا تھا۔ اور وہ بلیاں حاضر ہوتی تھیں، جن کے خلاف فیصلہ صادر کیا جاتا، ہر بلی لوہے کیا یک مضبوط پنجرے میں ہوتی اور جب حکم جاری کرنے کا وقت قریب ہوتا اس وقت بعض پادری آتے اور ان کے ساتھ بعض سرکاری افسران بھی ہوتے، چنانچہ ان میں سے ایک آگے بڑھتا، اس کے دونوں ہاتھ ں میں آگ کا انگارہ ہوتا۔ لکڑی کو سلگانے کے لئے پھر ایک افسر بلیوں کو آگ میں ڈالنے کا حکم جاری کرتا۔ یہاں تک کہ ساری بلیاں خاکستر ہو جائیں۔ جادو کی سزا میں۔ (۱۴) گویا ان کے نزدیک بلیاں بھی جادوگر تھیں اور جادو کی جو سزا انسان کے لئے تھی وہی بلی کے لئے بھی تھی گویا بلی اور انسان ایک برابر تھے یہ تھا یورپ کا شاہی عدل، فاعتبروا یا اولی الابصار

ہندو قوانین :

ہندو قوانین کی مستند ترین کتاب ارتھ شاستر میں بھی جانوروں سے متعلق بہت سے قوانین مختلف مقامات پر

بیان کیئے گئے ہیں، سرکاری وغیر سرکاری تمام جانوروں کے بارے میں حکم ہے انہیں داغا جائے اور قدرتی علامات سمیت رجسٹر میں درج کیا جائے۔ جس کے پاس غیر داغ شدہ جانور ہو تو اس پر جرمانہ کیا جائے۔ (۱۵) طبعی موت مرنے والے کی کھال مع داغ حکومت کے پاس جمع کرائی جائے۔ (۱۶) ہاتھیوں اور گھوڑوں کی سات اقسام بیان کر کے ہر ایک کے جدا جدا احکام بیان کیئے گئے ہیں۔ (۱۷) اسی طرح ہاتھیوں کے استعمال کی عمر ۲۰ سال مقرر کی گئی ہے۔ (۱۸) جو انہیں ایذاء پہنچائے اس پر جسمانی و مالی جرمانہ مقرر کیا گیا ہے۔ (۱۹) جانوروں کی رہائش کے قوانین بھی بیان کیئے گئے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ نچلی ذات کے انسانوں کے لئے ہندو مذہب میں جو قوانین وضع کیئے گئے ہیں جانوروں کے قوانین ان سے لاکھ درجہ بہتر ہیں۔

عرب جاہلی معاشرے کے قوانین :

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسانوں ہی کے لئے نہیں. بلکہ پوری مخلوق کے لئے رحمت تھے۔ نباتات و حیوانات کے بارے میں آپ ﷺ کے خصوصی رویوں اور ارشادات کا پتہ چلتا ہے بالخصوص حیوانات کے بارے میں آپ ﷺ کے واضح ارشادات ہیں۔ چونکہ جاہلی معاشرہ بنیادی طور پر ایک ظالم معاشرہ تھا اور اس ظلم کی بنیاد قوت تھی۔ ہر طاقتور سب کچھ کر گزرنے کو اپنا حق سمجھتا تھا اور ہر کمزور ظلم کا شکار ہوتا ہے۔ جاہلی عرب طاقت کے جائز ناجائز استعمال کو نہ صرف ضروری خیال کرتے تھے بلکہ اسے مسلمہ اصول سمجھتے اور اس کے اظہار پر فخر کرتے۔ طاقت کا استعمال اقدام ودفاع دونوں میں یکساں طور پر مرغوب تصور کیا جاتا تھا۔ عرب شعراء نے مسلک جارحیت کو اپنے اشعار کی زینت بنایا ہے۔ مثلاً

الا لا یجهلن احد علینا — ومن لم یزد عن حوضه بسلاحه

فنجهل فوق جهل الجاهلینا — یهدم ومن لایظلم الناس یظلم (۲۰)

جاہلی عربوں کی ظالمانہ روش کا شکار ہر کمزور مخلوق تھی۔ بچوں پر، عورتوں پر، غلاموں پر اور سب سے بڑھ کر حیوانوں پر جو مظالم ہوتے اس کی کوئی حد نہیں۔

جب کوئی شخص مر جاتا تو عربوں میں رواج تھا اس کی سواری کے جانور کو اس کی قبر پر باندھ دیتے اور اس کو کھانا پانی کچھ نہیں دیتے، یہاں تک کہ جانور بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر جاتا تھا۔ (۲۱) عربوں نے اس رسم کا نام البلیة رکھا تھا۔ (۲۲) محمد انسائیکلوپیڈیا آف سیرۃ Muhammad Encyclopaedia of Seerah کے مطابق عربوں میں ایک طریقہ یہ رائج تھا کہ وہ جانور کو کسی چیز سے باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرتے تھے یہاں تک کہ وہ زخموں سے چور ہو کر ہلاک ہو جاتا اس کے بعد وہ اسے اپنی ضروریات کے لئے استعمال کرتے تھے۔ (۲۳) مدینہ میں یہ

رسم تھی کہ زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹ لیتے مثلاً دنبہ کی چکی، اونٹ کا کوھان یا ایک پاؤں اور اسے پکا کر کھالیا کرتے تھے۔(۲۴) عربوں میں ایک عادت یہ تھی وہ جانور کو ذبح کرتے وقت بہت تکلیف دیتے تھے کبھی کبھار چھری سے ذبح کرنے کے علاوہ اس کی گردن پر بھاری پتھر یا لکڑی مار کر ہلاک کر کے استعمال کرتے جس سے جانور کو بہت تکلیف ہوتی اور تڑپ تڑپ کر جان دیتا تھا۔(۲۵) جانوروں کے منہ پر بطور علامت کے داغ لگایا جاتا تھا۔(۲۶) جانوروں کو باہم لڑاتے تھے یہاں تک کہ جانور زخمی یا معذور ہو جاتے تھے۔(۲۷) پرندوں کو پکڑنے (۲۸) اور ان کے انڈے نکال لینے کا بھی رواج تھا۔(۲۹) عربوں میں بدعقیدگی کی بنا پر رواج تھا کہ اونٹ کے گلے میں تانت کا قلادہ یا ہار ڈالا کرتے تھے۔(۳۰) غرض کہ اہلِ عرب وہ قوم تھے جو لڑکیوں کو زندہ در گور کیا کرتے تھے، بھلا ان کی نگاہ میں جانور کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ کی آمد سے پہلے روئے زمین کے چپے چپے پر ظلم و جور کا قانون تھا، عدل ناپید تھا۔ بقول علامہ دمیری گدھ اور شتر مرغ کا فرق مٹنے لگا، بجھو زہریلے سانپ کے منہ لگنے لگا، دودھ چھٹے بچے حیوانوں کی برابری کرنے لگے، مچھلی اور گوہ کو برابر سمجھا جانے لگا، ہر ایک نے بجو کے اخلاق اپنا لئے، مقتداؤں نے چیتے کی کھال اوڑھ لی، برائیوں کو کبوتر کے طوق کی طرح گردن میں ڈال لیا، بڑوں نے یہ سمجھ لیا وہ خود قطا (پرندہ) سے زیادہ سچے اور ان کے چھوٹے فاختہ (پرندہ) سے زیادہ خطا کار ہیں، تجربہ کار بوڑھا دو مشکیزوں والی عورت ثابت ہونے لگا، حاذق دانا دیہاتی معلوم ہونے لگا، عاقل اشقر (پرندہ) کی طرح حیران اور طالب علم حباری (پرندہ) کی طرح سرگرداں نظر آنے لگا، کہنے والا کہہ رہا تھا جنگلی گدھا مل گیا تو سارا شکار مل گیا، حق کا متلاشی سیٹی بجانے والے پرندے کی طرح بار بار کہہ رہا تھا خاموش رہو خاموش رہو۔(۳۱) اتنے میں صدائے بازگشت گونجتی ہے۔

قولوا لا الٰہ الا اللّٰہ تفلحو

کہد واللہ ایک ہے کامیاب ہو جاؤ گے۔

ایک شاعر کے الفاظ میں۔

اک مہر جہاں تاب ابھرتا ہے حرم سے
اب جھوٹے خدا اپنے چراغوں کو مٹائیں

اس صدا پر انس و جن جمادات و نباتات سب ہی لبیک کہتے ہیں، پھر مدینہ کی گھاٹیوں سے کچھ اس طرح استقبال ہوتا ہے!

طلع البدر علینا — من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا — مادعیٰ للّٰہ داع

ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوگیا ہے گھاٹیوں سے۔ ہم پر اس کا شکر ادا کرنا لازم ہے جو بلانے والا اللہ کی طرف بلاتا ہے۔

آپ ﷺ کی آمد سے انس و جن نباتات و جمادات ہر ایک پر بلکہ ہر طرف رحمت ہی رحمت کا ظہور ہوا کائنات آپ ﷺ کے سایۂ عاطفت کی بدولت ہدایت، تحفظ، عدل و مساوات سے مالا مال ہوگئی۔

معروف مستشرق کا اعتراف :

معروف مستشرق آر وی سی بورڈلے اعتراف کرتے ہوئے کچھ اس طرح رقم طراز ہے!

آپ ﷺ نے مسلمانوں کو جانوروں کی پرورش اور ان سے اچھا سلوک کرنے کے لئے یہ فرمایا کہ کوئی بھی شخص اپنے مویشیوں کے ساتھ برا سلوک نہ کرے اور نہ انہیں بے جا مارے پیٹے، جانوروں کے بارے میں بھی عربوں میں ایک جاہلیت کی رسم چلی آرہی تھی کہ جب کوئی آدمی مرجاتا تو اس کے جانوروں کو بھی اس کی قبر پر رسی سے باندھ دیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ چند دنوں میں وہ مویشی بھی بھوک پیاس سے مرجاتا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کی اس رسم جاہلیہ کو بمشکل ختم کرادیا۔ اسی طرح بعض شوقین لوگ مختلف مقابلوں میں نشانے بازی اور تیراندازی میں زندہ پرندوں کو ہدف بناتے تھے لیکن آپ ﷺ نے اس رسم کا بھی کلی خاتمہ کردیا۔ بعض لوگ اپنے گھوڑوں کی ایال اور دم کے بالوں کو کلپ یا پن لگا کر باندھ دیا کرتے تھے، اس طرح یہ مویشی صحیح طور پر اپنے جسم کی صفائی اور مکھیوں سے چھٹکارہ نہیں حاصل کرسکتے تھے۔ آپ ﷺ نے جانوروں پر اس معمولی جبر کو بھی ناپسند فرمایا اور کہا کہ گھوڑے کی ایال اور دُم کو کلپ نہ لگائے جائیں۔ آپ ﷺ نے جانوروں پر قوت سے زیادہ بوجھ لادنے والے افراد کو بھی تنبیہ کی کہ وہ جانوروں کی استطاعت اور طاقت کے مطابق ان پر بوجھ لادا کریں۔ (۳۲)

اسلام میں جانوروں کی اہمیت

اسلام سے پہلے جانوروں کے ساتھ اقوام عالم میں جو سلوک رائج تھا اس کو آپ ملاحظہ کرچکے، اب آپ قرآن اور سنت نبویہ کی روشنی میں اسلامی نقطہ نظر ملاحظہ فرمائیں:

حیوانات کا تذکرہ قرآن کریم میں :

ہم جانوروں کے حقوق اور حسن سلوک اور ان کی اہمیت کے حوالے سے قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرآن کی بہت سی سورتوں کے نام ہی جانوروں کے نام پر ہیں، مثلاً النمل (چیونٹی)

العنکبوت (مکڑی)، البقرۃ (گائے/بچھڑا)، النحل شہد کی مکھی، الفیل ہاتھی وغیرہ اور ایسے جانوروں کی تعداد تو بہت زیادہ ہے جن کا نام بنام ذکر کیا گیا ہے۔ان میں سے کچھ یہ ہیں مچھلی (۳۳)، سانپ (۳۴) سور/خنزیر (۳۵)، گھوڑا (۳۶)، بھیڑیا (۳۷)، ابابیل (۳۸)، کوا (۳۹)، ھدھد (۴۰) مکڑی (۴۱)، ہاتھی (۴۲)، بندر (۴۳)، کتا (۴۴)، شہد کی مکھی (۴۵)، اونٹ (۴۶)، گائے بچھڑا (۴۷)، بھیڑ (۴۸)، چیونٹی (۴۹)، مکھی (۵۰)، خچر (۵۱)، کھٹمل (۵۲)، مینڈک (۵۳)، گدھا (۵۴)، ٹڈی (۵۵) وغیرہ ۱۲۴ سے زائد آیات ہیں جن میں حیوانات یعنی چرند و پرند کا ذکر کیا گیا ہے۔ متعدد جانوروں کو انسانوں کی سواری، زینت اور آسائش کے لئے تخلیق کیا گیا ہے۔(۵۶) کچھ جانوروں کی تخلیق کو انسان کے لئے نعمت قرار دیا گیا ہے۔(۵۷) گویا انسان اور حیوان ایک جزء لا ینفک ہے۔ انسان اس پر سواری کرتا ہے۔ اس سے کھیتی باڑی کرتا ہے، کھال سے مشکیزے آلات حرب اور لباس بناتا ہے۔ اون سے کپڑے، دودھ سے مکھن غرض جانوروں سے بے انتہاء فوائد حاصل کرتا ہے۔ یہ تمام باتیں انسانوں کے ساتھ حیوانات کے تعلق اور ان کی اہمیت کو نمایاں کرتی ہیں۔اسی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے قرآن پاک نے کہا ہے!

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ -(۵۸)

خوشنما و منزین کیا گیا ہے لوگوں کے لئے مرغوب چیزوں کی محبت مثلاً عورتیں، اولاد، اکھٹا کئے ہوئے خزانے، سونے چاندی اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتیاں۔

یعنی جس طرح اولاد خوشنمائی و زینت کا سامان ہیں اسی طرح حیوان ہیں۔

حیوانات کا تذکرہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں :

حدیث نبوی ﷺ کے مرتب شدہ مجموعات کا مطالعہ کرتے ہیں تو حیرت انگیز طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ جس طرح محدثین نے انسانی حقوق اور ان سے سلوک کی وضاحت کی ہے بعینہ اسی طرح حیوانات کے بارے میں جملہ تفصیلات فراہم کیں ہیں اور کوئی بھی حدیث کی کتاب اس سے خالی نہیں ہے۔ میں یہاں بطور مثال کے حدیث کی مستند ترین کتب صحاح ستہ میں سے صرف صحیح مسلم کے چند ابواب پیش کر رہا ہوں۔

امام مسلم نے کتاب الامارۃ کے ذیل میں یہ باب قائم کیا ہے۔ **باب مراعاۃ مصلحۃ الدواب فی السیر والنھی عن التعریس فی الطریق**، سفر میں جانوروں کو رعایتیں دینا اور جانوروں کے راستے سے ہٹ کر قیام کرنے کا حکم، اس باب کے تحت دو احادیث پیش کی ہیں، اس کے بعد پھر باب ہے **باب الامر باحسان الذبح و**

القتل و تحدید الشفو ذبح اور قتل اچھے طریقے سے کرنے اور چھری تیز رکھنے کا حکم، تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔

پھر یہ باب ہے باب النھی عن صبر البھائم جانوروں کو باندھ کر مارنے کی ممانعت، اس باب کے ذیل میں بھی سات احادیث ہیں، پھر مستقل نئی کتاب کتاب الاضاحی اور کتاب اللباس والزینۃ کے نام سے قائم کر کے اس کے ذیل میں متعدد ابواب قائم کئے ہیں جن میں قربانی کا وقت، سفر میں گھنٹی اور کتے رکھنے کی ممانعت، اونٹ کی گردن میں تانت کا قلادہ ڈالنے کی ممانعت، جانوروں کے منہ پر مارنے اور داغنے کی ممانعت، جیسے موضوعات کو زیر بحث لائے ہیں، کتاب السلام کے ذیل میں. جانوروں کو بغیر ایذاء کے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ باب النھی عن قتل النمل چیونٹی کے مارنے کی ممانعت، باب تحریم قتل الھرۃ بلی کے مارنے کی ممانعت، جانوروں کو کھلانے پلانے کی فضیلت، کے عنوان سے ابواب قائم کر کے ایسا محسوس ہوتا ہے محدثین نے اس طرف متوجہ کیا ہے کہ سلوک و معاملات میں جس طرح انسانوں کے لئے احکامات ہیں اسی طرح جانوروں کے لئے بھی ہیں، جس طرح مخلوقات میں انسانوں کو اہمیت حاصل ہے۔ اسی طرح حیوانوں کو بھی حاصل ہے یہ حدیث کی ایک کتاب کے صرف چند ابواب ہیں، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتب احدیث میں حیوانات کے حقوق سے متعلق کتنے واضح و مفصل احکامات موجود ہیں۔ (۵۹)

حیوانات کا تذکرہ فقہ میں :

فقہاء نے قرآن کریم وحدیث سے استخراج کر کے کتب فقہ میں حیوانات سے متعلق ہر قسم کی تفصیلات جمع کر دی ہیں۔ جس میں جانوروں کو پالنے، قید کرنے (۶۰) انہیں ذبح کرنے، خرید وفروخت کرنے، استعمال کرنے کے جملہ احکامات موجود ہیں اور کوئی بھی فقہ کی بڑی کتاب ان مباحث سے خالی نہیں ہے۔

آپ ﷺ کی جانوروں سے محبت وشفقت :

آپ ﷺ کو جانوروں سے بھی محبت تھی، اگر کسی جانور کا نام خراب ہوتا، جیسے ایک گھوڑا آپ ﷺ نے خریدا اس کا نام خرس تھا یعنی مرکھنا، بدکنے والا، تو آپ ﷺ نے اس کا نام بدل کر سکب (پانی کی طرح سبک رفتار اور تیز چلنے والا) رکھ دیا۔ (۶۱) آپ ﷺ کے پاس بہت سے جانور تھے، ابن قتیبہ کے مطابق چھ گھوڑے السکب، المرتجز، لزاز، الظرب، اللحیف، الورد ایک خچر دُلدُل نامی ایک گدھا یعفور نامی تین اونٹنیاں، القصواء، الجذعاء، العضباء اور ایک اونٹ الاورق نامی تھا۔ (۶۲) امام حلبیؒ نے گھوڑوں کی تعداد سات بیان کی ہے۔ جس میں سبحہ نامی گھوڑے کا اضافہ ہے اور الظرب کی جگہ طرف نام بیان کیا ہے اور گدھوں کی تعداد دو بیان کی ہے۔ بعض علماء نے یہ تعداد چار تک بیان کی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے پاس بھیڑوں کی تعداد ایک سو سے سات سو تک بیان کی گئی ہے۔ جسے اُم ایمن چرانے لے جاتی تھیں،

آپ ﷺ نے فرمایا بھیڑیں پالا کرو کیونکہ یہ برکت کی چیز ہے۔ آپ ﷺ کے پاس کچھ بکریاں بھی تھیں۔ ایک سفید مرغ پال رکھا تھا جو گھر ہی میں رہتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سفید مرغ پالا کرو جس گھر میں سفید مرغ ہوتا ہے وہاں شیطان اور جادو قریب بھی نہیں آتا۔ (۶۳) آپ ﷺ نے فرمایا مرغ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ اذان دے کر نماز کے لئے جگاتا ہے۔ (۶۴)

آپ ﷺ کو اپنی بیویوں کے بعد سب سے زیادہ جس چیز سے محبت تھی وہ گھوڑے تھے۔ (۶۵) آپ ﷺ نے فرمایا گھوڑا پالنا بہت اچھا کام ہے۔ اس لئے کہ گھوڑے کی پیشانی میں خیر و برکت ہوتی ہے۔ (۶۶) اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا اونٹ پالنا عزت کا باعث ہے۔ (۶۷) آپ ﷺ کی محبت و شفقت ہی ہے جس کے سبب آپ ﷺ نے حکم دیا سرسبزی کے زمانے میں دورانِ سفر سواری کو چرنے کا موقع دو اور قحط سالی کے زمانے میں سفر کو جلدی طے کرو تاکہ جانور کو بھوک پیاس کی تکلیف نہ ہو۔ (۶۸) آپؐ نے حکم دیا کہ کوئی شخص کسی جانور کے بچے کو پکڑ کر اس کو تکلیف نہ پہنچائے۔ (۶۹) فرمایا کسی جانور کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ (۷۰) کسی جانور کو بے ضرورت قتل نہ کرو، ورنہ قیامت کے دن اس کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔ (۷۱) جانور کو ذبح کرتے وقت چھری تیز رکھو تاکہ اسے تکلیف نہ پہنچے۔ (۷۲) بلکہ چھری بھی جانور کے سامنے تیز نہ کرو۔ (۷۳) جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ (۷۴) فرمایا جب کوئی جانور خرید کر لاؤ تو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعاء پڑھا کرو!

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَاجَبَلْتَهَا عَلیه وَاَعُوْذُ بِکَ من شَرِّهَا وَشَرِّمَا جَبَلْتَهَا علیه - (۷۵)

اے اللہ میں تجھ سے اس کی خیر طلب کرتا ہوں اور اس خیر کو طلب کرتا ہوں جس خیر پر تو نے اسے پیدا کیا ہے اور میں اس کی برائی پر تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس برائی پر تو نے اسے پیدا کیا ہے۔

مشہور محدث صحابیؓ کی کنیت ابو ہریرہ (بلی کا باپ) آپ ﷺ ہی کی دی ہوئی تھی۔ جسے آپ نے حرزِ جان بنالیا اور اسی نام سے شہرت پائی۔ (۷۶)

سیرت حلبیہ (۷۷) اور ضیاء النبی (۷۸) میں آپ ﷺ کی جانوروں بالخصوص گھوڑوں سے محبت کی متعدد روایات منقول ہیں لکھتے ہیں!

حضور ﷺ تمام جانوروں میں گھوڑوں سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ ان کی عزت کرتے ان کی تعریف کرتے اور ان کے بارے میں وصیت فرماتے۔ حضور ﷺ نے ان کی پیشانی اور دم کے بال کاٹنے سے منع فرمایا۔ نعیم بن ابی ہند کہتے ہیں میں نے دیکھا حضور ﷺ اپنی چادر سے گھوڑے کے منہ کو صاف کر رہے تھے۔ آپ سے سوال کیا گیا

یارسول اللہ ﷺ ایسا کیوں کررہے ہیں؟ فرمایا! آج جبریلؑ نے گھوڑوں کے بارے میں مجھے عتاب فرمایا ہے۔ اور ایک دفعہ اپنی قمیص کی آستین سے گھوڑے کے منہ کو صاف کیا۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا! **الخیل معقود فی نواصیھا الخیر الیٰ یوم القیامة** . دوسری حدیث میں فرمایا! **البرکة فی نواصی الخیل** گھوڑوں کی پیشانیوں میں اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے خیر و برکت رکھ دی ہے۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ جانوروں کو کس حد تک پسند کرتے تھے اور ان سے کتنی محبت و شفقت فرماتے تھے۔

آپ ﷺ سے جانوروں کی عقیدت و محبت اور فرماں برداری :

جس طرح آپ ﷺ جانوروں سے محبت کرتے تھے اسی طرح جانور بھی آپ ﷺ سے محبت کرتے تھے، صرف محبت ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کرتے، اور آپ ﷺ کے حکم کی فرماں برداری کرتے تھے، سیرت نگاروں نے اس حوالہ سے بے شمار واقعات نقل کئے ہیں ان میں سے کچھ واقعات جو درجہ صحت تک پہنچتے ہیں پیش خدمت ہیں :

> حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ انصار کے ایک گھرانے کا ایک اونٹ تھا جس پر وہ پانی کے مشکیزے لاد کر لایا کرتے تھے۔ اس نے ایک دفعہ سرکشی شروع کردی۔ وہ اپنی پشت پر نہ کسی کو سوار ہونے دیتا نہ سامان لادنے دیتا۔ اس کے مالک حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا یارسول اللہ! ہمارا اونٹ ہے جس پر ہم پانی کے مشکیزے لاد کر لاتے ہیں، اب اس نے ہمارے ساتھ سرکشی شروع کردی ہے، نہ ہمیں اپنے اوپر سوار ہونے دیتا ہے نہ کوئی بوجھ لادنے دیتا ہے، اس کی اس سرکشی سے ہمارے نخلستان اور کھیت خشک ہورہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو فرمایا اٹھو چلیں۔ اس اونٹ کے مالک کے ڈیرے پر تشریف لے گئے، حویلی میں داخل ہوئے تو دیکھا اونٹ ایک کونے میں کھڑا ہے۔ رحمت عالم چل کر اس کی طرف گئے۔ انصار نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ تو باؤلے کتے کی طرح ہوگیا ہے، حضور ﷺ اس کے قریب تشریف نہ لے جائیں مبادا وہ تکلیف پہنچائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے وہ کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ اونٹ نے جب نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھا تو دوڑ کر آیا اور حضور ﷺ کے سامنے سجدہ میں گر گیا اور اپنے منہ کا حصہ حضور ﷺ کے سامنے زمین پر رکھ دیا۔ سرور عالم ﷺ نے

اس کی پیشانی کے بالوں کو پکڑ لیا۔ وہ بالکل تابع فرمان بن گیا۔ حضور ﷺ نے اس کو حکم دیا جو کام اپنے مالک کا وہ پہلے کیا کرتا تھا وہ اب بھی کیا کرے۔ صحابہ کرام نے یہ منظر دیکھا تو عرض پیرا ہوئے یا رسول اللہ ﷺ! یہ جانور ہے اسے کوئی سمجھ نہیں ہے۔ اس نے آپ ﷺ کو سجدہ کیا ہے۔ ہم تو عقل وفہم کے مالک ہیں ہمارا زیادہ حق ہے کہ حضور ﷺ کو سجدہ کریں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ کسی انسان کے لئے درست نہیں کہ کسی انسان کو سجدہ کرے۔ اگر یہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، کیونکہ خاوند کا حق عورت پر سب سے زیادہ ہے۔ (۷۹)

اسی طرح صحیح سند سے یعلی بن مرہ الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

انہوں نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ شریک سفر تھے۔ ہمارا گزر ایک اونٹ کے پاس سے ہوا جس پر اس کے مالک پانی کے مشکیزے لاد کر لایا کرتے تھے۔ جب اس اونٹ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو بڑبڑایا اور گردن کا اگلا حصہ زمین پر رکھ دیا۔ حضور ﷺ رک گئے، پوچھا اس کا مالک کون ہے؟ وہ حاضر ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اونٹ مجھے فروخت کر دو۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بطور ہدیہ حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ اس خاندان کا اونٹ ہے جن کے پاس اس کے علاوہ کسب معاش کا کوئی ذریعہ نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر یہ بات ہے تو سنو تمہارے اونٹ نے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور چارہ کم کھلاتے ہو۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کر۔ کام تھوڑا لے اور چارہ زیادہ ڈال۔ (۸۰)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ!

ایک اونٹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، جب وہ حضور ﷺ سے قریب ہوا تو سجدہ میں گر پڑا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ چند انصاری جوان گویا ہوئے یہ ہمارا اونٹ ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا اسے کیا تکلیف ہے؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بیس سال تک ہم اس پر پانی کے مشکیزے لاد کر لاتے رہے ہیں اب یہ بوڑھا ہو گیا ہے، ہمارا ارادہ ہے ہم اس کو ذبح کر دیں۔ رحمت عالم نے فرمایا کیا تم مجھے یہ اونٹ فروخت نہیں کر دیتے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ اونٹ حضور ﷺ کا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کے

ساتھ اچھا سلوک کرو یہاں تک کہ اس کا مقررہ وقت (موت) آجائے۔ انصاری نوجوانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نادان اونٹ نے حضور ﷺ کو سجدہ کیا، ہم اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ حضور ﷺ کو سجدہ کریں۔ مرشد جن وانس نے فرمایا کسی انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی انسان کو سجدہ کرے۔ (۸۱) یہ واقعہ بھی صحیح روایات سے کتب احادیث میں منقول ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ!

انصار میں سے ایک شخص کے دو اونٹ تھے۔ دونوں مست ہو گئے۔ انہیں اس نے ایک چار دیواری میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا۔ پھر وہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے ارادہ کیا کہ حضور ﷺ کو بلائے۔ نبی کریم ﷺ چند انصار کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ایک ضروری کام کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ میرے دو اونٹ تھے وہ مست ہو گئے ہیں۔ میں نے ان کو ایک حویلی میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو میرا فرمانبردار بنائے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو فرمایا اٹھو میرے ساتھ چلو۔ حضور ﷺ تشریف لے گئے، جب دروازے پر پہنچے تو مالک کو حکم دیا کہ دروازہ کھولو۔ وہ دروازہ کھولنے سے جھجکا مبادا اونٹ حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائیں۔ حضور ﷺ نے سختی سے حکم دیا کہ دروازہ کھولو۔ اس نے دروازہ کھولا ایک اونٹ دروازے کے پاس بیٹھا تھا اس نے جب حضور ﷺ کو دیکھا تو فوراً سجدہ میں گر گیا۔ حضور ﷺ نے اس کے مالک کو کہا جاؤ رسی لے آؤ تا کہ میں اس کا سر باندھ دوں اور اس کو تیرے حوالے کر دوں۔ وہ جلدی سے رسی لے آیا۔ حضور ﷺ نے اس کو باندھا، فرمایا لے لو۔ پھر حویلی کے آخری کنارے پر دوسرا اونٹ کھڑا تھا اس نے جب حضور ﷺ کو دیکھا تو وہ بے چون وچرا سجدہ میں گر گیا۔ اس کے لئے بھی اس کے مالک کو رسی لانے کا حکم دیا۔ وہ لے آیا۔ حضور ﷺ نے اسی طرح اس اونٹ کا سر باندھ دیا اور اس کی نکیل اس کے مالک کے حوالے کر دی۔ آخر میں فرمایا! اذھب فانھما لا یعصیا نک۔ (۸۲) لے جاؤ اب یہ تیری نافرمانی نہیں کریں گے۔

مذکورہ بالا واقعات میں جانوروں کے سجدے کا ذکر آیا ہے ملا خاطر لکھتے ہیں یہ سجدہ تعظیمی تھا، سجدۂ عبادت نہ تھا۔ اس لئے کہ سجدۂ عبادت نہ انسانوں کے لئے جائز ہے نہ حیوانوں کے لئے۔ (۸۳)

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت ابو طلحہؓ کے سست رفتار گھوڑے کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک

مرتبہ اس کی سواری فرمائی اور واپسی پر فرمایا: یہ تو دریا ہے، آپ ﷺ کے اس فرمان کا نتیجہ تھا کہ اب کوئی گھوڑا رفتار میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔ (۸۴)

یہ تو آپ کی اطاعت کا عالم ہے، آپؐ کے غلاموں کو بھی حیوانات پہچانتے اور حکم کی اطاعت کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے غلام کا دلچسپ قصہ منقول ہے!

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہؓ کا بیان ہے کہ میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوا۔ وہ کشتی ٹوٹ گئی۔ پس میں اس کے ایک تختے پر چڑھ بیٹھا اور ایک جنگل میں جا نکلا جس میں شیر تھے۔ اچانک ایک شیر آیا جب میں نے اُسے دیکھا تو کہا: ایا ابوالحارث! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام سفینہ ہوں۔ یہ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا آیا یہاں تک کہ میرے پہلو میں کھڑا ہوگیا پھر میرے ساتھ چلا جیسے کہ مجھے راستے پر ڈال رہا ہو۔ آخر میں یوں دھاڑا جیسے مجھے الوداع کرتا ہو۔ (۸۵)

ان واقعات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جانور بھی آپ ﷺ کی نبوت سے آگاہ ہوتے ہیں اور آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں۔ (جاری ہے)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ارشاد ربانی ہے! وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۔ (سورہ الاسراء آیت ۷۰)
یعنی آسمانوں اور زمینوں میں موجود تمام مخلوقات پر بنی نوع انسان کو فضیلت دی گئی ہے۔

۲۔ دیکھئے سورۂ الزمر، آیت ۹ ۳۔ سورہ انبیاء، آیت ۱۰۷

۴۔ مسلم بن الحجاج أبي الحسين، القشیری، صحیح مسلم مترجم عابد الرحمٰن صدیقی (کراچی، قرآن محل) کتاب التوبة باب فی سعة رحمة اللہ/ ۳۶۸/ ج۔۳/ص ۱۸۷ ۵۔ سورۂ المدثر، آیت ۳۱

۶۔ مرتضیٰ حسن، قائم رضا، جامع نسیم اللغات (لاہور، غلام علی اینڈ سنز ۱۹۹۶ء) ص ۳۸۳، ۷۔ ایضاً ص ۴۹۸

۸۔ ابو جیب، سعید، القاموس الفقهية لغة واصطلاحاً (بیروت، دار الفکر ۱۹۸۲ء) ص ۱۰۹۔

۹۔ دیکھئے سورۂ العنکبوت، آیت ۶۴، وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ای الحیاة الدائمة التی لا یعقبها الموت.

۱۰۔ الدمیری، کمال الدین۔ حیات الحیوان مترجم محمد عباس فتح پوری، محمد عرفان سردھنوی وشار احمد وغیرہ (لاہور، ادارہ اسلامیات ۱۹۹۲ء) مقدمہ ج۔۱/ص ۳۸، بحوالہ ابجد العلوم، ص ۴۶۷

۱۱۔ رفیق خاور، اردو تھیسارس (اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان ۱۹۹۴ء) ص ۱۷۹ ۱۲۔ ایضاً ص ۱۷۸

۱۳۔ ندوی، مجیب اللہ، اسلامی قانون محنت واُجرت (لاہور، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری نسبت روڈ) ص ۲۲۰

۱۴۔ السباعی، ڈاکٹر مصطفیٰ، پرانے زمانہ کا ایک عجوبہ (لکھنو، پندرہ روزہ تعمیر حیات مترجم انور حسن ۲۵/ مارچ ۱۹۹۶ء) ص ۲۱۔۲۲، ۱۵۔ چانکیہ، کوتلیہ، ارتھ شاستر مترجم سلیم اختر (لاہور، نگارشات ۱۹۹۹ء) ص ۱۶۰

۱۶۔ ایضاً ص ۱۶۱، ۱۷۔ ایضاً ص ۱۶۴، اور ہاتھیوں کے لئے دیکھئے ص ۱۷۲ ۱۸۔ ایضاً ص ۱۷۰

۱۹۔ ایضاً ص ۱۷۴، وغیرہ، ۲۰۔ اُبی تمام، تسهيل الدراسة فی ترجمة الحماسة مترجم ذوالفقار علی دیوبندی،

۲۱۔ قطب الدین، نواب محمد، مظاہر حق شرح مشکوٰۃ مرتب عبداللہ جاوید (دارالاشاعت کراچی) ج ۴/ص ۳۷، اور سیرت النبیؐ شبلی نعمانی، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ج۔۶/ص ۳۰۲

۲۲۔ المنجد فی الاعلام (دارالمشرق بیروت/ دارالقرآن انتشارات اسماعیلیان ۱۳۶۲) میں لکھا ہے الناقة التی كانت تعقل فی الجاهلية عندقبر صاحبها فلا تعلف ولاتسقى حتى تموت. ص۔۴۹

۲۳۔ Muhammad Encyclopaedia of seerah by Afzaiur Rahman (Pub: London. The Muslim Schools trust, Jul 1981) Vol-1, p 52,
اور مظاہر حق نواب محمد قطب الدین، ج ۴/ص ۴۲

۲۴۔ بلیغ الدین، شاہ، روشنی (غضنفر اکیڈمی ۱۹۷۸ء) ص ۱۵ اور مظاہر حق، ج ۴/ص ۴۶، سیرت النبی، ج ۶/ص ۳۰۲، ص ۱۲۵، ۲۵۔ جانگڑا، عبدالرزاق، شان سید المرسلین وخاتم النبیین، ص ۱۲۵

۲۶۔ السجستانی، ابوداؤد سلیمان بن اشعث: سنن ابوداؤد کتاب النھی عن الوسم فی الوجہ ۳/ ۵۷، صحیح مسلم کتاب اللباس باب کراھۃ قلادۃ ۶/ ۱۶۳

۲۷۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (لاہور، دانش گاہ پنجاب ۱۹۸۶ء) ج ۱۹/ص ۱۴۷، سنن ابوداؤد اور ترمذی سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ دیکھئے سنن ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی التحریش بین البھائم ۳/ ۵۶، اور سنن ترمذی کتاب الجهاد باب فی التحریش ۴/ ۲۱۰

۲۸۔ السجستانی، ابوداؤد، سنن ابوداؤد کتاب الجهاد باب الامراض المکفرۃ ۳/ ۴۶۹ اور
Muhammad Encyclopaedia of Seerah, Vol-1, p-53,

۲۹۔ سنن ابوداؤد کتاب الجهاد باب کراھیۃ حرق العدو بالنار ۳/ ۱۲۶، اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۹/ص ۱۴۷

۳۰۔ مسلم بن الحجاج، ابی الحسین، صحیح مسلم مترجم عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی کراچی، (قرآن محل مولوی مسافر خانہ) كتاب اللباس و الزينة باب كراهة قلادة الوتر فی رقبة البعير ۶/ ۱۶۳، اور ۱۲۵ حدیث ۸۴۵ صحیح البخاری کتاب الجهاد باب ما قیل فی الجرس ۴/ ۱۸، ۳۱۔ الدمیری، کمال الدین۔ حیات الحیوان مترجم، ج ۱/ص ۴۰

۳۲۔ بوڈلے، آر۔ وی۔ سی، محمد رسول اللہ ﷺ، مترجم محمد علی چراغ (لاہور، نذیر پبلیکیشنز ۱۹۹۶ء) ص ۱۹۴

۳۳۔ سورۃ الاعراف، ۷/ ۱۶۳، الکھف ۱۸/ ۶۱، ۶۳، الصافات ۳۷/ ۱۴۲، القلم ۶۸/ ۴۸

۳۴۔ سورۂ الاعراف ۷/ ۱۰۷، طٰہٰ ۲۰/ ۲۰، الشعراء ۲۶/ ۳۲

۳۵۔ سورۂ البقرہ ۲/ ۱۷۳، المائدہ ۵/ ۳، ۶۰، الانعام ۶/ ۱۴۵، النحل ۱۶/ 115

۳۶۔ سورۂ آل عمران ۳/ ۱۴، الانفال ۸/ ۶۰، النحل ۱۶/ ۸، الاسراء ۱۷/ ۶۴، ص ۳۸/ ۳۱، الحشر ۵۹/ ۶

۳۷۔ سورۂ یوسف ۱۲/ ۱۳۔ ۱۴، ۱۷ ۳۸۔ سورۂ الفیل، ۱۰۵/ ۳ ۳۹۔ سورۂ المائدہ ۵/ ۳۱

۴۰۔ سورۂ النمل ۲۷/ ۲۰ ۴۱۔ سورۂ العنکبوت ۲۹/ ۴۱ ۴۲۔ سورۂ الفیل ۱۰۵/ ۱

۴۳۔ سورۂ البقرہ ۲/ ۶۵، الاعراف ۷/ ۱۶۶، المائدہ ۵/ ۶۰ ۴۴۔ سورۂ الاعراف ۷/ ۱۷۶، الکھف ۱۸/ ۱۸، ۲۲

۴۵۔ سورۂ النحل ۱۶/ ۶۸ ۴۶۔ سورۂ الانعام ۶/ ۱۴۴، الاعراف ۷/ ۷۳، ۷۷، یوسف ۱۲/ ۷۰، ۸۲، ۹۴، ھود ۱۱/ ۶۴، الاسراء ۱۷/ ۵۹، الشعراء ۲۶/ ۱۵۵، القمر ۵۴/ ۲۷، الغاشیۃ ۸۸/ ۱۷، الشمس ۹۱/ ۱۳

۴۷۔ سورۂ البقرہ ۲/ ۶۷۔ ۷۱، الانعام ۶/ ۱۴۴، ۱۴۶، ھود ۱۱/ ۶۹، یوسف ۱۲/ ۴۳، ۴۶، الذاریات ۵۱/ ۲۶

۴۸۔ سورۂ الانعام ۶/ ۱۴۳، ۱۴۶، طٰہٰ ۲۰/ ۱۸، الانبیاء ۲۱/ ۷۸، سورہ ص، ۳۸/ ۲۳۔ ۲۴

۴۹۔ سورۂ النمل ۲۷/ ۱۸ ۵۰۔ سورۂ البقرۃ ۲/ ۲۶، سورۂ الحج ۲۲/ ۷۳ ۵۱۔ سورۂ النحل ۱۶/ ۸

۵۲۔ سورۂ الاعراف ۷/ ۱۳۳ ۵۳۔ سورۂ الاعراف ۷/ ۱۳۳

۵۴۔ سورۂ البقرہ ۲/ ۲۵۹، النحل ۱۶/ ۸، الجمعۃ ۶۲/ ۵، المدثر ۷۴/ ۵۰ ۵۵۔ سورۂ الاعراف ۷/ ۱۳۳، القمر ۵۴/ ۷

۵۶۔ مثلاً فرمایا وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً، سورۂ النحل ۱۶/ ۸، وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ، سورۂ النحل ۱۶/ ۵، فرمایا جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ سورۂ مومن ۴۰/ ۷۹، فرمایا مَتَاعًا لَّكُمْ، النازعات ۷۹/ ۳۳ اور عبس ۸۰/ ۳۲

۵۷۔ فرمایا وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً، المومنون ۲۳/ ۲۱، فرمایا اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ، الغاشیۃ ۸۸/ ۱۷، ۵۸۔ سورۂ آل عمران ۳/ ۱۴ ۵۹۔ تفصیل کے لئے دیکھئے صحیح مسلم و دیگر کتب احادیث

۶۰۔ الکتانی، عبدالحی، نظام الحکومۃ النبویۃ المسمیٰ التراتیب الاداریۃ، (بیروت، دارالکتاب العربی سن نامعلوم) ج ۱/ ص ۳۴۰۔ ۳۴۱

۶۱۔ حلبی، علی ابن برھان الدین، سیرت حلبیہ (اُم السیر) مترجم مولانا محمد اسلم قاسمی (کراچی) دارالاشاعت اردو بازار ۱۹۹۹ء) ج ۶/ ص ۴۵۴

۶۲۔ ابن قتیبہ، ابی محمد عبداللہ بن مسلم، الدینوری (۲۱۳ھ۔ ۸۲۸/ ۲۷۶ھ۔ ۸۸۹ء) المعارف مترجم علی محسن صدیقی، قرطاس ادارہ تصنیف و تالیف کراچی یونیورسٹی سنہ طباعت غالباً ۱۹۹۸ء) ص ۱۴۵!

۶۳۔ حلبی، علی بن برھان الدین۔ سیرت حلبیہ، ج ۶/ ص ۴۵۷ ۶۴۔ بلوغ الامانی، ج ۱۹/ ص ۳۳۲

۶۵۔ حلبی، علی بن برھان الدین، سیرت حلبیہ، ج ۶/ ص ۴۵۴

۶۶۔ مسعود احمد، منہاج المسلمین (کراچی، جماعت المسلمین، نارتھ کراچی ۱۹۹۱ء) ص ۶۵۵

۶۷۔ سنن ابن ماجہ، ج۲/ص۴۷، فرمایا الابل عز لاھلھا اونٹ اپنے پالنے والوں کے لئے عزت کا ذریعہ ہے۔

۶۸۔ صحیح مسلم کی روایت ہے اذا سافرتم فی الخصب فا عطوا الابل حظھامن الارض واذا سافرتم فی السنة فاسرعوا علیھا السیر، منھاج المسلمین ص۶۶۵

۶۹۔ بلوغ الامانی، ج۱۹/ص۸۷، اور دیکھئے! Muhammad Encyclopaedia of seerah Vol-1, p 53,

۷۰۔ مسعود احمد، منہاج المسلمین، ص۶۶۶ ۷۱۔ بلوغ الامانی، ج۱۷/ص۱۵۲

۷۲۔ مسعود احمد، منہاج المسلمین، ص۶۶۷

۷۳۔ الألبانی، محمد ناصر الدین، سلسلة الاحادیث الصحیحة (الریاض مکتبة المعارف)۱۹۸۷ء) ج۱/ جزاء۱/ص۳۲، ۷۴۔ مسعود احمد منہاج المسلمین، ص۶۶۷

۷۵۔ بلوغ الامانی، ج۱۶/ص۶۱۴

۷۶۔ Muhammad Encyclopaedia of seerah Vol-1, p 53,

۷۷۔ حلبی، علی بن برھان الدین، سیرت حلبیہ، ج۶/ص۴۵۴

۷۸۔ کرم شاہ، پیر محمد، الازھری، ضیاء النبی (لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز ۱۴۱۸ھ) ج۵/ص۶۰۵

۷۹۔ دیکھئے مسند احمد، ج۳/ص۱۵۸، کشف الأستار، ج۳/ص۱۵۱، دلائل النبوة ابی نعیم اصفہانی، ج۲/ص۴۹۱، مجمع الزوائد، ج۹/ص۴، الترغیب والترھیب، ج۴/۱۲۳، الشمائل ابن کثیر، ص۲۶۲ وغیرہ

۸۰۔ کرم شاہ، پیر محمد، الازھری، ضیاء النبی، ج۵/ص۸۱۸

۸۱۔ سنن الدارمی، ج۱/ص۱۸، حدیث نمبر۱۷، مصنف ابن ابی شیبہ، ج۱۱/ص۴۹۰، دلائل النبوة للبیھقی ج۶/ص۱۰۸، اور دلائل النبوة أبی نعیم اصفہانی، ج۲/ص۴۹۳، شمائل ابن کثیر ص۲۷۱

۸۲۔ مسند احمد، ج۳/ص۳۱۰، اور سنن الدارمی ج۱/ص۱۹، حدیث نمبر۱۸، مصنف ابن أبی شیبة، ج۱۱/ص۴۷۳، مسند عبد بن حمید ص۳۳۷، حدیث نمبر۱۱۲۲، دلائل النبوة أبی نعیم اصفہانی، ج۲/ص۴۹۱، دلائل النبوة للبیھقی، ج۶/ص۲۲، کنز العمال، ج۱۱/ص۴۱۷، شمائل ابن کثیر، ص۲۶۳، مجمع الزوائد، ج۹/ص۴، سبل الھدیٰ والرشاد، ج۲/ص۳۹۲

۸۳۔ ملاخاطر، خلیل ابراہیم، محبة النبی و طاعته بین الانسان والجماد (جدہ، دار القبلة للثقافة الاسلامیة ۱۹۹۸ء) ص۵۲

۸۴۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری کتاب الجهاد باب الفرس القطوف اور باب السرعة والرکض فی الفزع اور باب امر رکوب علی الدابة صحیح مسلم کتاب الجهاد باب شجاعة النبی حدیث ۴۸۔۴۹

۸۵۔ مصنف عبد الرزاق، ج۱۱/ص۲۸۱، المستدرک للحاکم، ج۳/ص۶۰۶، دلائل النبوة للبیھقی ج۶/ص۴۵، حلیة الاولیاء، ج۱/ص۳۶۹، المعجم الکبیر، ج۷/ص۹۴، مجمع الزوائد، ج۹/ص۳۶۶، وغیرہ

☆☆☆☆☆

عالمی خبریں

امارات : ۶۳ بچوں کے باپ نے ۱۲ ویں شادی کر لی
عالمی ریکارڈ کے لیے ۱۰۰ بچے پیدا کرنے کا عزم

دوبئی (اے ایف پی) متحدہ عرب امارات کے رہائشی ۵۳ سالہ داد محمد مراد نے ۱۲ ویں شادی کر لی اور ''گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ'' میں نام درج کرانے کے لیے ۱۰۰ بچے پیدا کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے جبکہ اس وقت اس کے ۳۰ بیٹے اور ۳۳ بیٹیوں سمیت ۶۳ بچے ہیں۔ مقامی روزنامہ کے مطابق نئی دلہن کو ۳ بیویوں کے ساتھ رہنا ہوگا جبکہ مراد نے ۴ بیویوں کو طلاق دے دی اور ۴ فوت ہو چکی ہیں۔ عجمان کے حکمران شیخ حامد بن رشید نے بھی شادی کی رسومات میں شرکت کی۔ اس کے علاوہ مراد کی ۴ بیویوں کی رہائش کے لیے علیحدہ گھر بھی شیخ حامد نے ہی فراہم کیے ہیں۔ مراد کے سب سے چھوٹے بچے کی عمر صرف ۴۷ دن ہے۔ اخبار کے مطابق مراد طاقت کے لیے مچھلی اور کھجوریں استعمال کرتا ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۵ رجون ۲۰۰۳ء)

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے
۸۰ سالہ خاتون ماں بنے گی

ملتان (پی پی آئی) ساہیوال کے قریب غازی آباد کے ایک گاؤں میں حیرت انگیز طور پر ایک ۸۰ سالہ خاتون حاملہ ہوگئی ہے۔ تفصیلات کے مطابق خورشید بی بی کو چند روز قبل اپنے پیٹ میں تکلیف محسوس ہوئی جس پر اس نے اپنا طبی معائنہ کروایا۔ الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے انکشاف ہوا کہ وہ ماں بننے والی ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۵ رجون ۲۰۰۳ء)

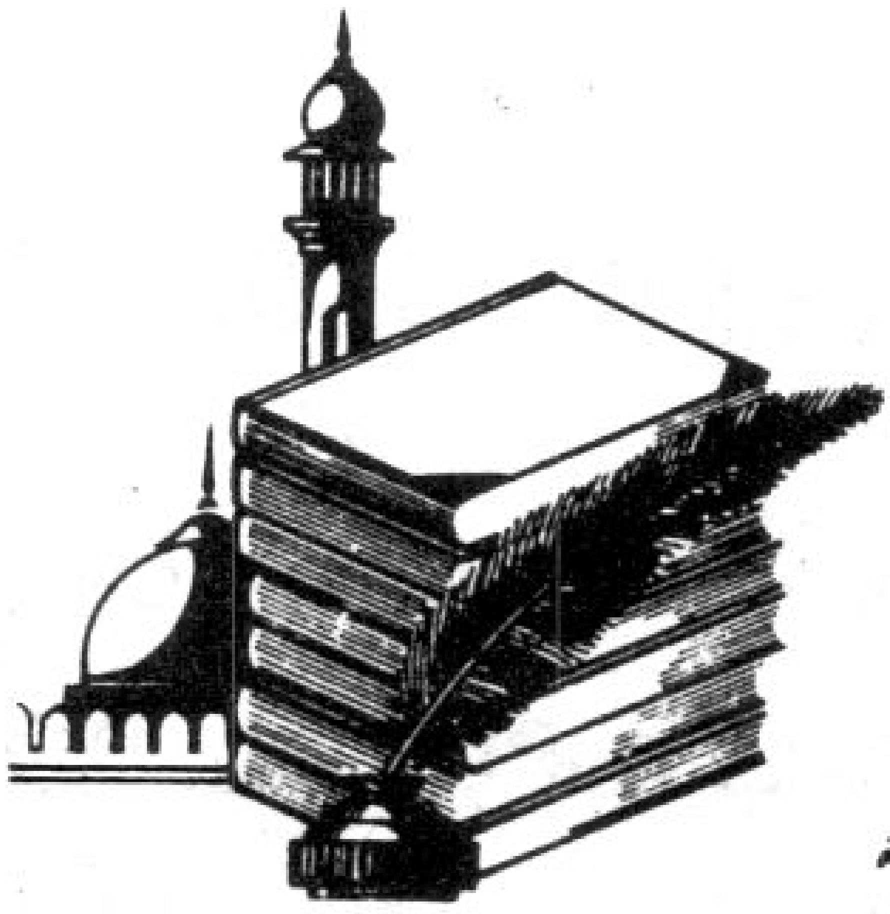

تبصرے کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : اکابر کی شامِ زندگی

ترتیب : مولانا عمادالدین محمود

صفحات : ۶۴

ناشر : القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ

قیمت : ۲۴/

زندگی کو سنوارنے اور عمل کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے بزرگوں کے حالات کا مطالعہ مفید ہوتا ہے اسی لیے اہلِ علم مختلف عنوانات سے بزرگوں کے حالات لکھتے رہتے ہیں پیشِ نظر کتاب ''اکابر کی شامِ زندگی'' میں بہت سے اکابر علماء و مشائخ کے وہ حالات جو ان کی وفات کے وقت پیش آئے وہ ذکر کیے گئے ہیں۔ کوئی شک نہیں اکابر کے یہ حالات انتہائی مبارک دل کو روشن اور ایمان کو جلا بخشنے والے ہیں، موجودہ دور میں ان کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

آئندہ ایڈیشن میں اگر اغلاط کی اصلاح کر دی جائے تو بہتر ہوگا۔ ص ۱۸ پر تحریر ہے ''قافلہ دیوبند کے پیرومرشد مولانا امداداللہ مہاجر مکی کا قیام مدینہ منورہ میں تھا'' یہ غلط ہے حضرت حاجی صاحبؒ نے زندگی کے آخری چالیس سال مکہ مکرمہ میں گزارے تھے اور بوقتِ وفات بھی آپ کا قیام مکہ مکرمہ ہی میں تھا۔

ص ۲۱ پر حضرت شیخ الہند کا نام محمودالحسن لکھا گیا ہے یہ بھی صحیح نہیں آپ کا صحیح نام محمود حسن ہے۔

ص ۴۹ پر حوالہ میں تذکرہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن لکھا گیا ہے یہ بھی صحیح نہیں صحیح فضلِ رحمٰن ہے۔

☆

نام کتاب : قراء رحیمیہ کا ذوقِ تدریس

تصنیف : قاری محمد ادریس ہوشیار پوری

صفحات : ۹۸

ناشر : ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان

قیمت :

اقرأ روضۃ الاطفال کے نائب مدیر جناب مفتی خالد محمود صاحب نے ملک کے ممتاز ماہرین تعلیم اور قراء کرام کی خدمت میں تعلیم حفظِ قرآن سے متعلق سترہ سوال ارسال کیے تھے یہ سوال حضرت مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری زید مجدھم کے پاس بھی گئے آپ نے ان کا نہایت سنجیدگی اور متانت کے ساتھ جواب دیا۔ ان جوابات کو افادیت کے پیشِ نظر ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کی طرف سے کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا۔ زیرِ تبصرہ کتاب انہی سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اساتذۂ حفظِ قرآن کریم کی رہنمائی کے لیے بالخصوص اور دیگر حضرات کے لیے بالعموم یہ کتاب انتہائی مفید ہے۔

☆

نام کتاب : خطباتِ امینؒ (ج اول)

افادات : حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

ترتیب : مولانا محمد ظفر اقبال

صفحات : ۵۲۰

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : مکتبہ الحبیب نزد جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

قیمت :

متکلمِ اسلام حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو احقاقِ حق اور ابطال باطل کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ آپ اس کے لیے ہر وقت مستعد رہتے تھے جب بھی اور جہاں بھی آپ کو اس کے لیے بلایا جاتا آپ بلا کسی پس و پیش کے تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کو تحریر کے ساتھ ساتھ تقریر پر بھی عبور حاصل تھا دورانِ تقریر آپ پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل چٹکیوں میں حل فرما دیا کرتے تھے اور ایسی مثال پیش فرمایا کرتے تھے کہ سامعین

عش عش کر اُٹھتے تھے۔ اللہ بھلا کرے آپ کے متعلقین و مستفیدین کا کہ وہ آپ کے تحریری و تقریری افادات کو منظرِ عام پر لا رہے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ''خطباتِ امین'' اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اس جلد میں حضرت مولانا مرحوم کی تقریباً سولہ تقاریر کو جمع کر کے شائع کیا گیا ہے یہ تقاریر مختلف عنوانات پر کی گئی ہیں اور ہر تقریر انتہائی مفید معلومات و استدلالات پر مشتمل ہے۔ مرتب نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ موقع بہ موقع حوالجات کی تخریج اور مشکل مقام کی تشریح و توضیح کر دی ہے جس سے کتاب کی افادیت دو چند ہوئی ہے۔ شروع میں حضرت مولانا اوکاڑوی مرحوم کے مختصر حالاتِ زندگی درج کر دیے ہیں جس سے کتاب کی عظمت بڑھ گئی ہے۔ فرقِ باطلہ کے خلاف کام کرنے والے حضرات کے لیے یہ کتاب انتہائی قیمتی سرمایہ ہے وہ اس سے ضرور استفادہ فرمائیں۔ مرتب موصوف سے بھی گزارش ہے کہ وہ اسی ایک جلد پر اکتفاء نہ فرمائیں آگے بھی جتنی جلدیں شائع کر سکیں قارئین تک اُنھیں پہنچانے کی سعی فرمائیں واللہ الموفق والمعین۔

☆

نام کتاب : اکابر علماء دیوبند کا عقیدۂ حیات النبی ﷺ

تصنیف . مولانا حافظ عبدالحق خان بشیر

صفحات : ۸۰

ناشر . حق چار یار اکیڈمی، مدرسہ حیات النبی محلہ حیات النبی گجرات

قیمت . ۲۴

اہلِ سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ ''نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی اپنی پاک قبروں میں حیاتِ جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کے اجسام مبارکہ کے ساتھ اُن کی ارواحِ مبارکہ کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ دنیوی زندگی میں قائم تھا وہ عبادت میں مشغول ہیں نمازیں پڑھتے ہیں اُنہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبورِ مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔'' اکابر علماء دیوبند رحمھم اللہ کا بھی یہی عقیدہ ہے جو ان کی کتابوں میں موجود ہے بالخصوص ''المھند علی المفند'' جو اکابر دیوبند کے عقائد کی اجماعی دستاویز ہے اس میں بھی یہ عقیدہ موجود ہے، بدقسمتی سے کچھ لوگ جو اپنے آپ کو علماء دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ اس عقیدہ کے منکر ہیں، صرف منکر ہی نہیں اسے شرک سمجھتے ہیں، یہ لوگ اس سلسلہ میں غلو کی حد تک آگے جا چکے ہیں اور ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے سلبِ ایمان کا خطرہ ہونے لگتا ہے اپنے نظریات کو اپنے مزعومہ دلائل کی بنیاد پر لوگوں پر ٹھونسنا چاہتے ہیں اور

اس سلسلہ میں انہیں اگر دجل و تلبیس سے کام لینا پڑے تو اس سے بھی گریز نہیں کرتے ، چنانچہ حال ہی میں اُن کے ایک پُر جوش واعظ کے قلم سے ایک کتاب ''حیات النبی'' کے نام سے شائع ہوئی ہے نام تو کتاب کا اُنہوں نے حیات النبی رکھا ہے لیکن کتاب ساری کی ساری انکارِ حیات النبی پر مشتمل ہے، مؤلف نے اس کتاب میں انتہائی دجل و تلبیس سے کام لے کر سادہ لوح عوام کو بہکانے کی کوشش کی ہے۔ کچھ عرصہ سے یہ کتاب اُن کے حلقہ میں لاجواب سمجھی جارہی تھی اللہ بھلا کرے مولانا عبدالحق بشیر صاحب خلف الرشید امام اہلِ سنت حضرت مولانا محمد سرفراز صاحب دامت برکاتہم کا کہ آپ نے اس کتاب کی طرف توجہ فرمائی اور اپنی موروثی لیاقت سے کام لیتے ہوئے مصنف کے دجل و تلبیس کو طشت از بام اور عقیدہ حیات النبی پر مصنف کی ڈالی ہوئی گرد کو صاف کردیا۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے بروقت حق کا دفاع کرتے ہوئے سادہ لوح عوام کو ان کے فریب کا شکار ہونے سے بچالیا۔

منکرینِ حیات النبی کے دلائل سے فریب خوردہ لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس کتاب کو دیدۂ بصیرت سے پڑھیں تاکہ اُن پر راہِ ہدایت واضح ہوسکے۔ (ن ـ ا)

☆

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(1) مسجد حامد کی تکمیل

(2) طلباء کے لئے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(3) کتب خانہ اور کتابیں

(4) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

(ادارہ)

مسجد حامد کے لیے خصوصی اپیل

رائیونڈ روڈ پر زیرِ تعمیر مسجد حامد کے ہال کی چھت ڈالنے کا مرحلہ آگیا ہے۔ لینٹر کے لیے درکار میٹریل کی تفصیل درج ذیل ہے۔ اہل خیر حضرات سے اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی گزارش ہے۔

لینٹر کا رقبہ = 9050 فٹ

سریا 18 ٹن	3,60,000.00
بجری 4800CFT	85,000.00
ریت 2400CFT	15,000.00
سیمنٹ (700 Bags)	1,75,000.00
الیکٹرک پائپ	25,000.00
دیواریں اور بیم	2,50,000.00
مزدوری	1,30,000.00
	10,40,000.00

مسجد حامدؒ اور جامعہ مدنیہ جدید کا تصویری معائنہ

رائے ونڈ روڈ سے زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کا عمومی منظر

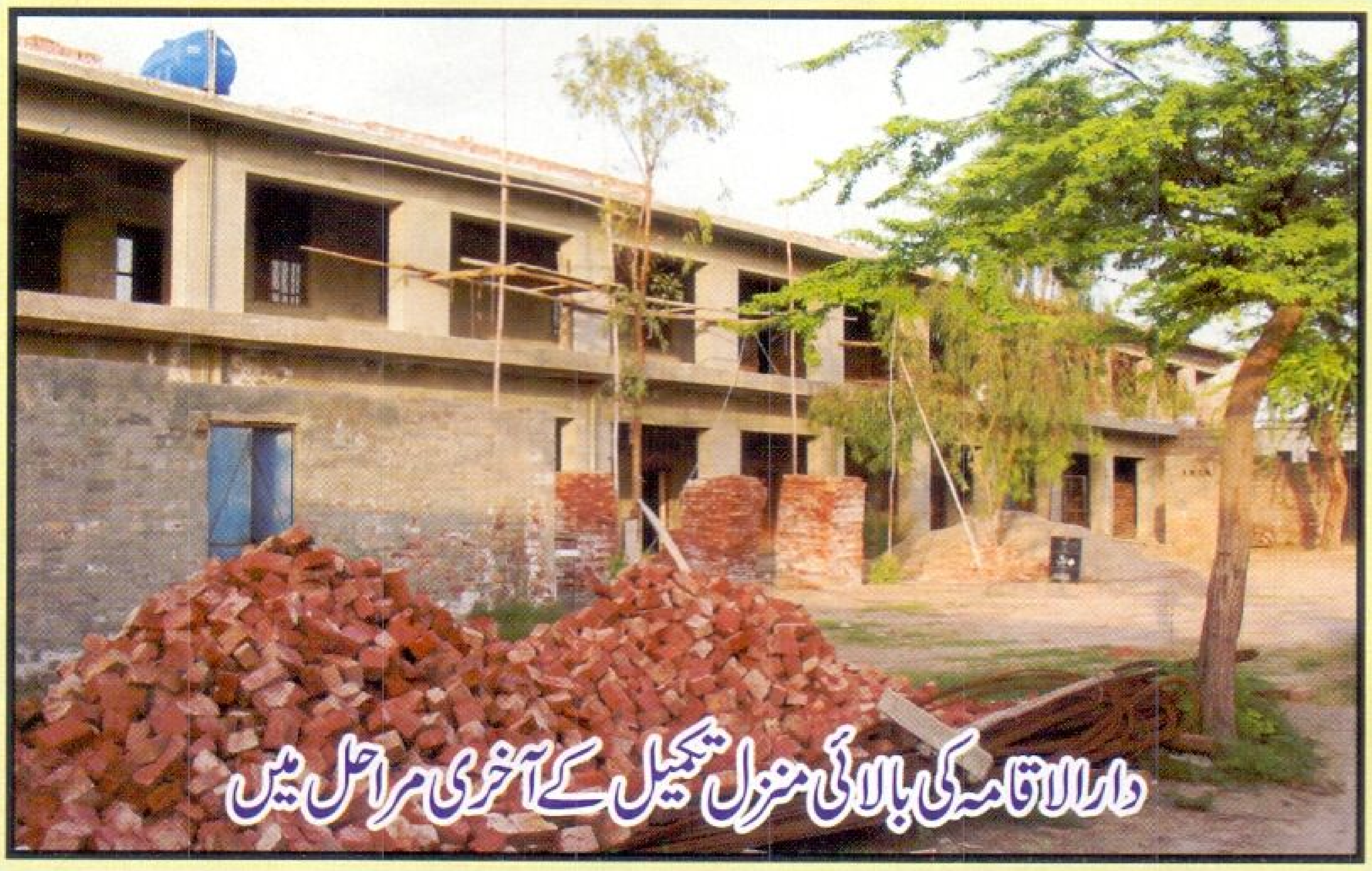

دار الاقامہ کی بالائی منزل تکمیل کے آخری مراحل میں

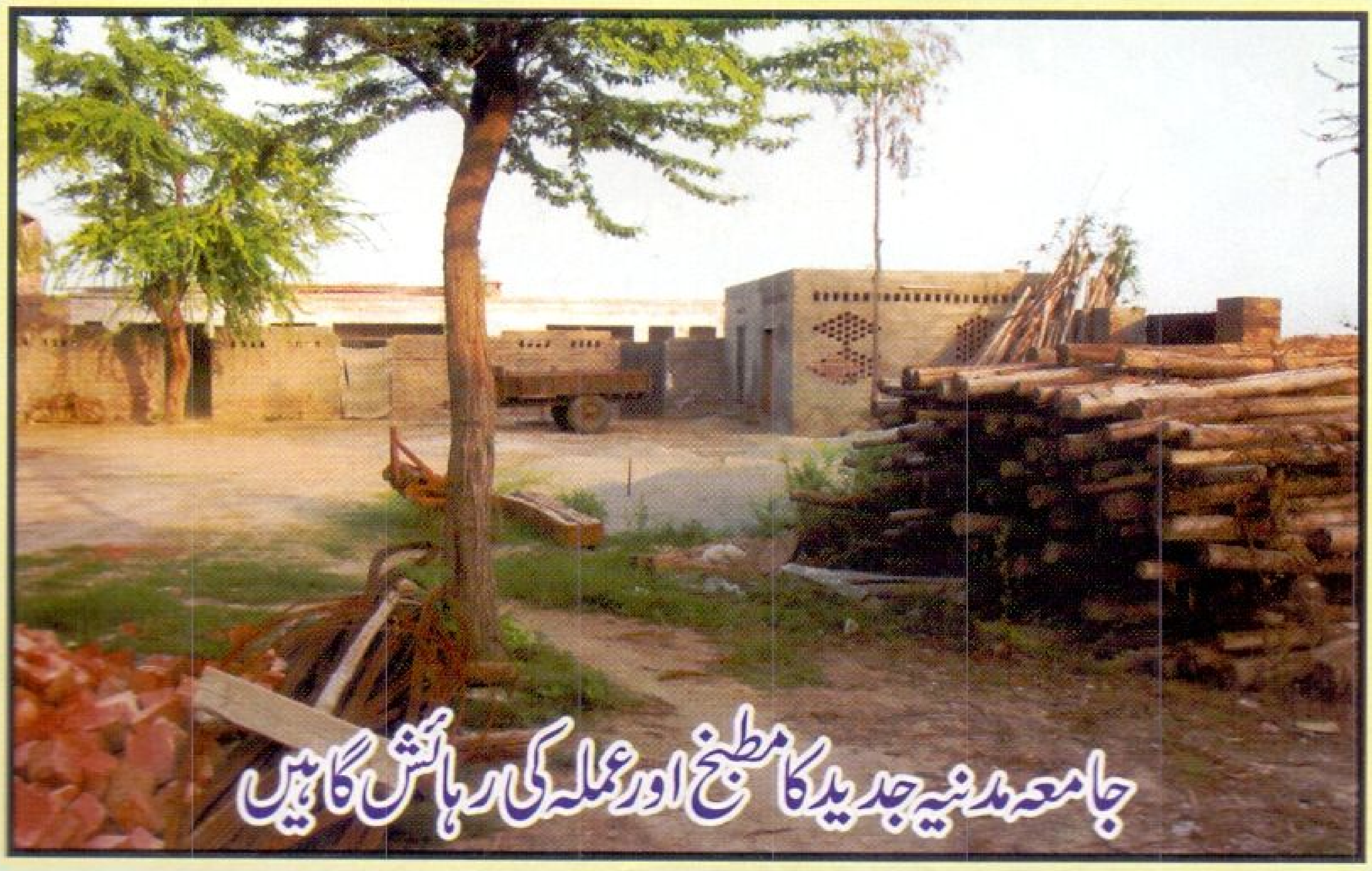

جامعہ مدنیہ جدید کا مطبخ اور عملہ کی رہائش گاہیں